۱۸۰۴۴

دیوان حافظ

یا حافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو نے اور ذرہ بے مقدار کو جلوہ تیرا — آیا قطرہ ناچیز سے دریا تیرا

ہے جو سر سے درِ رحمت پہ تری سجدہ — قطرہ قطرہ مرے آنسو کا ہے دریا تیرا

تو کب آئیگی او صبر کہ بے تاب ہیں ہم — بیخودی! دیر سے تکتا ہوں میں رستا تیرا

یوں کوئی بندۂ فرماں ہے کہ ہو نافرماں — اصل میں کوئی نہیں جو نہیں بندہ تیرا

ہیں بشر میں تری قدرت کے مناظر لاکھوں — کھیل قدرت کا ہے یہ خاک کا پتلا تیرا

کون سا پردہ ہے جس میں کوئی ڈھونڈے تجھکو — لاکھ پردوں میں بھی ملتا نہیں پردہ تیرا

لب تری کنہ کو پہنچے ترے پہنچے بندے — پا گئے قرب مگر بھید نہ پایا تیرا

یہ چمکتے ہوئے تارے تو ہیں کس گنتی میں — آفتاب ایک چمکتا ہوا ذرہ تیرا

پھر گئیں پہلے ہی سے جب تیرے وصال آ پہنچا — پتلیاں دیکھنے پائیں نہ تماشا تیرا

ہو مقدر میں تو آجائے نظر گھر بیٹھے — طور پر کچھ نہیں موقوف تجلّے تیرا

پڑھتی ہیں یکسر ترا کلمہ کلیاں — روز کھلتا ہی کوئی تازہ شگوفہ تیرا
چشم وحدت ہے غلط بیں جو کہے نار کو نور — نور کو دیکھ کے ہو جائیگا دھوکا تیرا
ای رگ جاں سے قریب ای تن و جاں کے مالک — میری گردن میں اطاعت کا ہی رشتہ تیرا

کوئی بھی تیرا نہ ہو دنیا میں تو کیا غم حافظ
[illegible]

[illegible] — [illegible] آفتاب کا
پیری میں حل ہوا ہی معما شباب کا — تھا نام دوسرا مرے غفلت کے خواب کا
عشق رخ حضور کے سینے میں داغ ہیں — تختہ کھلا ہوا ہی چمن میں گلاب کا
دل میں تصور عرق روے پاک ہی — تختہ تک بھرا ہوا ہی یہ شیشہ گلاب کا
کافی ہی آپ ہی کے پسینے کی ایک بوند — بخشش میں نہ دیجیے مجھے شیشا گلاب کا
پڑتی ہی جب دبیر میں [illegible] آفتاب کی — لبریز ہو چکا تھا پیالہ شراب کا
حجاب میں تو پردہ حیرت پڑا ہوا — عالم تو پوچھو اونکے رخ بے نقاب کا
اب جو شراب شیشہ کے نشے میں چور ہوں — خود آپ تو چور چور ہی شیشہ شراب کا
محبوب اگر کھنچے تو مجنوں کی موت ہی — رندوں سے حق میں لطف ہی کھنچنا شراب کا
ہی چشم اشکبار ترے ہاتھ آبرو — دامان تر کے ساتھ ہی دفتر حساب کا

…لقب کے ہاتھ حساب وکتاب ہے
امیدوار ہوں کرم بےحساب کا

…فے سے شرح کبھی نہ ملا یگا ای فلک
تھا اس طرف کو پھیر تو دیکھ آفتاب کا

…وں گر کے قصر بدن کو گھلا دیا
بارش ہوئی تو بیٹھ گیا گھر حباب کا

…ا کیا فرسے سے کلیجے کو سوز عشق
پیدا ہوا ہے درد نمک تھا کباب کا

…ھر و فریا نمک سے خالی نہیں جگہ
ہو کس طرح گزر مری آنکھوں میں خواب کا

…ام حق ہے عالم امکان ما یکون
اتنی خطاب صاحب ام الکتاب کا

زلفوں کو آپ کھولکے آجائیں حشر میں
سلجھاؤ سہل ہو مرے الجھے حساب کا

کھٹکا ہے مرغ قبلہ نما سے یہ دل مرا
خاکا اوڑا لیا ہے مرے اضطراب کا

حافظ خدا کے گھر سے چلا ہند کی طرف
اللہ حافظ اپنے خدائی خراب کا

…ل کس لیے اللہ کے محبوب پھر آیا
دیوانے کا کیا پوچھنا - آیا جدھر آیا

…طیبہ میں نہ دیوانہ سر پھر نظر آیا
پہنے ہوئے پیراہن گرد سفر آیا

…نکلے بھی تو نکلے ترے در سے ہیں ناکام
کچھ کام نہ نکلا کوئی مطلب نہ بر آیا

اپنے بھی پرائے بھی ہوتے نہیں کسی کے
کام آنے کو پوچھو تو نہ اپنا نہ پرایا

تھا عہد خلافت بھی عجب عہد مبارک
اس عہد میں سب خوش تھے رعایا و پرایا

کتنی پایہ اثر ہی پھر بھی مرے حق میں غنیمت
آیا بھی دعاؤ لبوں میں تو اولٹا اثر آیا

کر تڑپ کے ادب اس نیم بسمل تک آیا ہیں ندیدہ
اے دل مرے آ لگ سینے بھی تو پیشتر آیا

سمجھا زائر دل کو تیری زیارت کا یہ سودا
گھر بیچکر آیا کوئی سر بیچکر آیا

آنکھیں جو کھلی تھیں تو بھٹکتی تھیں نگاہیں
کچھ دیر رہیں بند تو سب کچھ نظر آیا

ٹولی بھی نہ تھی ساتھ کہ کچھ مشورہ کرتا
طیبہ سے میں یوں بیکس و شوریدہ سر آیا

پیری میں پہنچکر دم افطار کھونگا
بجھنے کو سر شام چراغ سحر آیا

خاک رہ محبوب کا اتنا تو ادب ہو
شہرگ اوٹھی تعظیم کو جب نیشتر آیا

پوچھا جو مزاج ان آبلوں کا ٹوٹ گیا دل
کانٹوں نے جو چھیڑا تھا ـ وہ تھا نیشتر آیا

آنکھوں میں تو اکثر رہ طیبہ کی پڑی خاک
دل میں کبھی حافظ نہ غبار سفر آیا

بوسہ تری چوکھٹ کا مجھے یاد اگر آیا
وہ درد اوٹھا دل میں کہ منہ کو جگر آیا

حیرت میں پڑا آپ سے باہر اگر آیا
اللہ میں جاتا تھا کہاں کو کدھر آیا

سرکار! ابھی تک تو لہو روتی ہیں آنکھیں
اب لخت دل آیا کوئی لخت جگر آیا

اب تک ہے وہی ضبط وہی درد چھپانا
جب چوٹ ابھر آئی تو دل کیوں نہ بھر آیا

جب اونکے قدم پہ میں گرا ـ موت نہ آئی
اللہ کرے غش کا بھلا ـ وقت پہ آیا

پیری نے مجھے خوابِ جوانی سے جگایا
میں ہوش میں آیا بھی تو وقتِ سحر آیا

جب بند تھیں آنکھیں بھی تصور میں تو دل پہ
نقشہ کسی روضے کا کدھر سے اوتر آیا

رو بیٹھے آنکھوں کو جو پانی اوتر آتا
اب روتے ہیں اشکوں کو سو جب اوتر آیا

ضبط وہیں زخم نہ ٹوٹیگا نمک سے
اُف بھی نہ کریگا یہ اگر بات پہ آیا

منھ چاہیے الطافِ خفیہ کی صفت کو
غنچہ ابھی لبستہ تھا کہ مٹھی میں زر آیا

حافظ یوں ہی اک نیندیوں میں عمر گنوائی
سیکھا نہ کوئی علم نہ کوئی ہنر آیا

مشتاق کو جب دور سے روضہ نظر آیا
ہاتھوں دل بیتاب او چھلتا نظر آیا

رخ آپ کا قرآن سراپا نظر آیا
سورہ نظر آیا کہیں آیہ نظر آیا

تھی جسکی تجلی اوسے دیکھ آئے ہیں موسیٰ
موسیٰ کو تجلی کے سوا کیا نظر آیا

نکلے جو تماشاگہِ دیدار سے باہر
آنکھوں کے تلے ہمکو اندھیرا نظر آیا

خلوت بھی ہو۔ بے پردہ ہو دیدارِ خدا بھی
منظور کو جو مدِ نظر تھا ۔ نظر آیا

تو اے ملک الموت! لرزتا تھا میں جس سے
وہ آئے تو رحمت کا فرشتہ نظر آیا

کانوں نے فقط اسمِ مبارک ہی سنا تھا
آنکھوں کی یہ قسمت کہ مسمّٰی نظر آیا

اللہ رے گھر بیٹھے ہوئے روزنِ دل سے
طیبہ نظر آیا کبھی بطحا نظر آیا

یارب دلِ ذاکر نظرِ بد سے رہے دور | جو مجمعِ تن ہا میں بھی تنہا نظر آیا
ہو قابلِ دید انجمنِ ناز میں سب کچھ | ہم کو تو وہی انجمن آرا نظر آیا

دل خون ہوا عید کو اس فکر میں حافظ
اک عید میں عیدین کا جلوہ نظر آیا

ابھی بیٹھا تھا ابھی پھولوں میں تل کر سہرا | ابھی پہنچا ابھی نوشاہ کے سر پر سہرا
تھا ازل سے یہ مری لوحِ جبیں پہ لکھا | کہ رہیگا ترے نوشاہ کے سر پر سہرا
ہو گیا گراں تھی رخِ نازک کی نزاکت کو نسیم | لیکے آیا ہے نئے پھولوں کی چادر سہرا
نورِ حق، نورِ نبی، نورِ علی، نورِ حسین | چار جب چاند لگیں تب ہو منور سہرا
انتہا کا تو ہے بیچا، مگر اونچا ہے دماغ | لیاں لینے لگا سر ترے چڑھ کر سہرا
پھول تا کچھ لیے ہی سمائے نہیں، اللہ رے خوشی | کہیں جامے ہی سے ہو جائے نہ باہر سہرا
کس فلک مرتبہ نوشاہ کا ہے عقدِ نکاح | عقدِ پروین کا لیے ساتھ ہے جھومر سہرا
موتیوں کی کمی ہے، نہ زرِ گل کی کمی | لیکے آیا ہے نچھاور زر و گوہر سہرا
خوب نوشاہ کے آئینۂ رخ تک پہنچا | سچ تو یہ ہے کہ ہے قسمت کا سکندر سہرا
چلمنِ چشمِ سخنگو کے اشارے کیا کیا | باتیں کرتا نہ ہو کچھ پردے کے اندر سہرا
کبھی آتشِ رخسارِ فدا سے نہ دھو | دیکھیں شاداب ہو، یا خشک ہو کے یا تر سہرا

گل رخسار کو نوشہ کے پہنچے کا نہیں | ایک بہتر نہیں بہتر سے ہی بہتر سہرا

تار بندھ جائے مضامیں کے پرو تا اگر | تب ہی ممکن ہے کرے طیار سخنور سہرا

شعر کتنے ہی نکل آئیں مگر کیا ممکن | کہ ہو نوشاہ کے سہرے کے برابر سہرا

مصرع طرح کو مقطع نہ بنادو حافظ

ای جواں بخت مبارک ترے سر پر سہرا

تو تو بھاری ہی نہ ہلکا ترے منہ پر سہرا | پھول کا پھول ہے زیور کا ہے زیور سہرا

ایک ڈورا بھی ترے صدقے اوتارے کے لیے | لیکے آیا ہے ترے قد کے برابر سہرا

پھول نازک ہیں طبیعت میں نزاکت ہے بہت | کر نہ لے صحبت رخسار کو ازبر سہرا

گل رخسار کی خوشبو سے دماغ اوڑنے لگا | ابھی رکھا ہی تھا کشتی میں لگا کر سہرا

اسکے بندھنے کو بھی نوشاہ کی پیشانی تھی | ساتھ لایا تھا زبردست مقدر سہرا

باغ میں رات شگوفے جو کھلے تھے تارے | بن گئے صبح کو باہم گلے مل کر سہرا

ہے جو نوشاہ میں بھی پورا بدلا لے شاید | پاؤں پڑنے کو چلا سر سے لٹک کر سہرا

گل کو دعوے ہے کہ من مذہب دیگر دارم | ہے گلوں کا سر ابن شہ دیں پر سہرا

اوسکا ڈورا تو ہماری رگ جاں سے ہے ملا | زیب دستار ہے جبیں تار میں گندھ کر سہرا

گوش گل ہم نے سنے تھے مگر اب دیکھ لیا | باتیں سنتا ہے تری کان لگا کر سہرا

کہیں نوشاہ کی تمکین کو ۔ نہ شوخی ہو جائے
کان میں پھونک رہا ہے کوئی انچھر سہرا

چھم لینے دے ذرا پاؤں ۔ یہ سہرا ز مہ
آگے رکھیگا قدم حد سے نہ باہر سہرا

اب ہے نوشاہ کے حق میں بھی دعا کوئی ضرور
ختم کرتا ہے یوں ہیں مجھکو مکرر سہرا

چہ نجابت، چہ جماعت، چہ جناب ضیا دق
وارد ابر دلبسرت سایۂ ابر پر سہرا

ایک حافظ کے سوا اور ہیں جتنے سہرے
ہیں بڑے موتیوں میں تولنے کا بر سہرا

حق نے کیا سے کیا بنایا مجھکو، میں کیا خاک تھا
ایک مشت خاک تھا، اک قطرۂ ناپاک تھا

نفی بھی اثبات تھا ۔ دل ماسوا سے پاک تھا
ایک کلمہ تھا کہ جاروب خس و خاشاک تھا

ابر رحمت! تیرے فیضان کرم کی دیر تھی
ایک چھینٹے میں ہمارا دامن تر پاک تھا

اک پتنگے کو جلا کر شمع کہتی ہے کھڑی
یہ بڑا عیار تھا ۔ گستاخ تھا ۔ بیباک تھا

حسن کا ۔ دل حیرتی تھا حسن ۔ دل کا حیرتی
حسن تھا حیرت فزا ۔ آئینہ حیرتناک تھا

کیوں لپٹے مہر سے بے پروا اسکا رہی سے یہ بات
وہ سر شوریدہ کس کا بستۂ فتراک تھا

سوزن مژگان و تار اشک پر الزام کیا
صبر کا جامہ سیے جانے سے پہلے چاک تھا

رکھ لی اشک شرم نے تر دامنوں کی آبرو
دھو لیے دھبے تھے، سینہ نامہ ہمارا پاک تھا

آتش الفت کا سینے میں بھڑکنا ۔ الاماں
دل سلگ کر ایک انگارہ تھا ۔ جلکر خاک تھا

اس [illegible]
[illegible] تھا

روز لوں کی سینہ میں کچھ کچی تھی
روشنے کی بجائی کا اک نقش دل صد چاک تھا

کس خطا پر دور پھینکا مجھکو یا رب کشش
[illegible] اوسکی گلی میں ایک مشت خاک تھا

کس سے تھا پیدا اشارہ کنت کنزاً مخفیاً
کون مصداق حدیث قدسی لولاک تھا

کیا کروں [illegible]
میرا [illegible] اور [illegible] تھا

اوسکا [illegible]
[illegible] تھا

[illegible]
[illegible] تھا

[illegible]
[illegible] تھا

[illegible]
[illegible] تھا

[illegible]
[illegible] تھا

[illegible]
کیا [illegible] تھا

[illegible]
[illegible] کیا (?) [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

سنکر جواب کیسے چپ چاپ بیٹھے فرشتے
نکلا ہمارا مردہ حاضر جواب کیسا

کیا جرم تھی محبت جس کی سزا ہے تربت
ہوتا ہے اور یارب اب کوئی عذاب کیسا

اچھا ہوں یا برا ہوں تیرا تو ہو چکا ہوں
اے بے حساب رحمت تجھ سے حساب کیسا

کیا شک کہ بیٹھے ہیں یاں بیٹھیں دو رویہ
دلدادہ نبی کا ہے رعب و داب کیسا

دم بھر کی زندگی پہ سر پر ہوا بھری ہے
پھرتا ہے سر اٹھائے تو اے حباب کیسا

تجھ پر گرا ادھر کو خود دیکھ کر بتا دے
ہے داغ دل ہمارا اے آفتاب کیسا

جاہ و جلال والے اے حسن و جمال والے
تجھ پر عتاب کیسا تجھ سے حجاب کیسا

رہتا ہے ہاں پریشاں کھل کر کسی کے گیسو
ہے دل میں بیٹھے بیٹھے یہ پیچ و تاب کیسا

منزل سے پیچ کی حق چو منتہی الافلاک کا
جو لامکاں میں جاکر ہو باریاب کیسا

سوئے ہوئے نصیبے ہیں کو صورت ذرا دکھا دو
جس خواب میں تم آؤ ہوگا وہ خواب کیسا

وحدت کے تین ہیں آل تو قدرت کا نسخہ ہے
اک نقطہ سو بنا ہے انتخاب کیسا

جلوے سے ہیں چھپائے صورت نہیں دکھاتے
کیسی یہ خود نمائی یہ اوس پر نقاب کیسا

آزاد پھر پیو میں رندی شراب کیسا

[illegible] بنایا کی دیا
حمید و حامد و محمود و مصطفیٰ بھی دیا

خدا کے حق سے لئے ثروت اپنی دید کا بھی دیا
پھر اپنا دیکھنے والا ہمیں دکھا بھی دیا

صبا ہمارے وظیفے تھے سب جواب طلب
کسی وظیفے کا تو نے جواب لا بھی دیا

جزا سزا - جو بد و نیک کی - مقرر کی
خدا نے عقل بھی دی - نیک و بد بتا بھی دیا

مکان دکان - گھر بنا تو تھا - کھیل قدرت کا
ادھر خدا نے بنایا - ادھر مٹا بھی دیا

غرض یہی تھی کہ نہ ہو شوق نا تمام - تمام
کسی نے پردہ اوٹھا بھی دیا - گرا بھی دیا

اسی لیے تو بنایا تھا خاک کا پتلا
کہ خود مٹا بھی دیا - خاک میں ملا بھی دیا

نہیں کلیم! کلام اب تو لن ترانی ہیں
کیا تھا حق نے جو ارشاد - وہ دکھا بھی دیا

کسی کی رہگذر چشم شوق کے پردے
انہیں کو کھول لیا - کھول کر چھپا بھی دیا

کسی کو - موت ہی کے انتظار میں رکھا
کسی کو - موت بھی دی - رتبہ بقا بھی دیا

دوا کا شکر کروں اب - کہ درد کا شکوہ
دوا بھی درد کی دی - درد لا دوا بھی دیا

ہمارے دل میں خوشی کس طرح قدم رکھتی
ہجوم غم نے کہیں اوس کو راستا بھی دیا

بتا دو درد جگر! ہم نے کیا بگاڑا تھا
کہ تو نے اوٹھ کے اوٹھا بھی دیا - گرا بھی دیا

ہزار درد کے نغمے بھرے ہیں سینے میں
ہوا نہ ضبط - تو نالہ کوئی سنا بھی دیا

تمہارے درد محبت کے جائیے صدقے
کہ اوس سے ساتھ ہمارا بھی - جان کا بھی دیا

ادا تو دیکھیے کہ سب چھپے ہو بھی رہے
بجسم دیکھو نہ سنا بھی دیا

مشاعرے میں یکایک ہم آ گئے حافظ
رواروی میں جو کچھ کہہ لیا سنا بھی دیا

گردِ بیت اللہ پھرنا جب کبھی یاد آ گیا
ہم کو چکر آ گیا - گھر بیٹھے سر چکرا گیا

دل کے آئینے میں یہ کس کا تصور آ گیا
آپ دیکھی اپنی صورت - آپ ہی شرما گیا

ہم کسی کی نکتہ چینی سے مزہ کیا پا گیا
وجد میں سینے سے لب تک بار بار آیا گیا

ہم تو بیہوشی تھی کچھ [illegible] تھی تکلیف کی
ہوش میں پوچھے کوئی کمبخت تو کیوں آ گیا

[illegible] دونوں میں ایک
دھوپ جب نکلی تو دل پہ ابرِ غم کا چھا گیا

آج اک تکلیف ہے کل دوسری تکلیف ہے
آج کل کس برج میں میرا ستارہ آ گیا

دوسرے کا غم جسے ہم عمر بھر کھایا کیے
یہ مزہ دیکھو کہ وہ غم ہم کو مزے سے کھا گیا

غنچۂ دل اور پھر جوشِ صبا کا سامنا
بات کرتے مسکرایا - بات میں مرجھا گیا

حشر میں نامۂ عمل پاکر یہ کہنا پڑا
حق ہے - جو میرا لکھا تھا - سب آگے آ گیا

ہند کی راتیں محبت کی - کریں کیا کہہ کے یاد
چاندنی چھٹکی تو آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

کیا کریں کیا آنکھوں میں [illegible]
جی نہیں لگتا کہیں کہ دریا گیا - صحرا گیا

کیا بلا ہے کمبخت دل پھر کے میں اب نہیں
ہائے میں کمبخت کیوں دل کے کہے میں آ گیا

شوخیِ حالی کا مضمون یا کہیے پاسِ انفاس کا
خود نگر کھوتا ہے جو ہم کے ہاتھ سے تنگ آ گیا

منھ سے نکلی بزم میں اک چیخ یہ کہتی ہوئی
کوئی جلوہ دل میں آیا - دیدہ کر جھپکا گیا

بھید ہے تھوڑی سی وحشت ہی کہ چل پھر لوں ذرا
اب تو بستر پہ پڑے اللہ جی اوکتا گیا

وہ ندامت کا عرق تھا یا پسینا موت کا
بیکسی میں مجھکو سر سے پاؤں تک نہلا گیا

آج نالی پا کر چلا [illegible]
کیا کہو گے کل اگر حسن عمل پوچھا گیا

[illegible]
[illegible]

نبی کے عشق میں سر پھوڑ کر تھا ہم کو مر جانا
[illegible] کو [illegible] - [illegible] سر کا [illegible]

کسی تیر نگہ کو چٹکیوں میں کام کر جانا
[illegible]

کسی تیر نگہ سے بس یہی ہے التجا میری
[illegible]

سمجھ سے تو فزوں تر ہے جو میں سمجھا تو سمجھا
[illegible]

کوئی رہ جاتا مجھ تک لیکن کوئی رہ جاتا دل تھا
[illegible]

ادھر میں ہر اشی کی فکر ہے میدان محشر میں
[illegible]

وہ آکر چل دیے لیکن خیال اون کا نہیں جاتا
[illegible] دل میں کر [illegible]

بتائیں کیا لگی کس کی ہے - گھر کس کا ہے - کس کا
[illegible] چھپ کر [illegible]

محبت میں مزہ دیتی ہے رسم و راہ و بیپردہ
[illegible]

تصور کو دے چکا ہوں دل تمہیں تو دل کے مالک ہو — تمہارا ہی تو ہے جس کو بنایا تم نے گھر جانا

تمہارے در پہ شفا کا بس اللہ والی ہے — دعا کو اک دوا جانا — دوا کو بے اثر جانا

مریض ہجر کب اٹھتی ہے — لکھا پوچھا ہوا میرا — مجھے بھی لے کے اپنے ساتھ میت کا سر جانا

تمہارے ہجر میں کیوں دل تو سے میری کی ہے — یہ وہ نشہ نہیں ہے جس کو آتا ہو اتر جانا

دل حافظ اگر زخموں سے بھر جائے تو بھر جائے

مگر جی کا نہیں ممکن کبھی زخموں سے بھر جانا

کیا وصف لکھوں روضۂ محبوب خدا کا — فردوس اوسی کا ہے اوتارا ہوا خاکا

بتاؤ دوسرا کون — وہ کونین کے مالک — کونین یہ کس کا ہے — رسول دوسرا کا

ہر قید میں تکبیر سے کہتا ہی تو یہ ہے — بردہ میں نبی کا ہوں — میں بندہ ہوں خدا کا

ہر توحید سے کیوں منکر یہ شرک ہی نجدی — ہے شرک موحد کو اگر حسرت ندا کا

دیدار خدا کا جسے انکار ہو دل سے — اوس کو ہو قیامت میں نہ دیدار خدا کا

لے جائے نصیب آنکھوں سے پھر تجھ سے لڑاؤں — بدنام ہوں — دنیا مجھے کہتی ہے لڑاکا

جب صلّی علیٰ منھ سے لیا نام مبارک — اک شور ہوا صلّی علیٰ صلّی علیٰ کا

وہ بدر دجیٰ شمس ضحیٰ کون — وہی ہیں — شب بدر دجیٰ کی ہے — تو دن شمس ضحیٰ کا

جاتی تو ہو اڑتی ہوئی روضے کی طرف کو — لے جائے مجھے ساتھ — تو احسان صبا کا

تر دامنی اپنی صف محشر میں چھپاؤں — دامن جو مرے ہاتھ میں ہو آل عبا کا

امت کو ہے دامن کی تری ایک ہی کافی — ہو لینے کو جیتا گھر ہو سلطنے کی غذا کا

رنگ آپ کا ۔ روپ آپ کا اوس میں بھرا ہے — جب صنعت خلاق نے بنایا کوئی شاہ کا

پھر شکل میں اس وصف ۔ دیکھے کوئی کہاں تک — پتھر کے تلے دب رہے [illegible] کا

نام اوس کا دم مرگ ہو وردِ لب جانستاں

جو لفظ نبی کا ہے ۔ ہے وہ نام خدا کا

[illegible]

میں پیچھے رہ گیا ہوں جو آگے ہیں دور زائر — مجھے منزل پہ ہو لینی ۔ تو قافلے والوں کو جا لینا

الٰہی! تو غنی ہے ۔ تو وہ معطی ۔ تو وہ معطی ہے — گدا کو دیا ہے تیرا ۔ تو منگتا کو دیا لینا

او نہیں تا ہی ہے جو رک کی ۔ دعاؤں سے اثر — خطا کا رہیں امت کی خطائیں بخش دینا

کوئی ٹھوکر ہو ۔ یا خون جگر ہو ۔ غم ہو ۔ غصہ ہو — تمہاری دید سے جب کہ کوئی دل پا سکے ۔ کھا لینا

جہنم پہ جہاں بیٹھے ہیں نادم ہیں بیزار جینے سے — دعا جب مانگتا تو زندگی سے ہاتھ اٹھا لینا

رہے باقی نہ دو بھینے کی مجھ میں جب طاقت — الٰہی! اوس سے پہلے مجھ کو دنیا سے اٹھا لینا

کشادہ دل ہے تو چاک جگر! کچھ اور بھی بڑھ جا — مریض غم کو یوں پھر کبھی طبیب کی دوا لینا

نکیریں آتے ہیں مرقد میں کچھ کہتے نہیں بنتی — ذرا مولا! انہیں آ کر [illegible] بتا لینا

مقدور ہی نہیں [illegible] سیاہی [illegible] تا کاٹی	سہا ہے نام کا فرقہ جو نکلے وہ اوٹھا لینا
کیا [illegible]	دیا ہے جسنے دل کو دکھ اوسی سے ہو دوا لینا
[illegible]	مجبوری [illegible] دل بیتاب سے [illegible] پڑا لینا
[illegible]	[illegible] مشکل نہیں کچھ بھی بلا [illegible] لینا

[illegible] بیٹھے [illegible] جیسے [illegible]

حساب اپنا ہی کچھ معلوم ہے کیا دینا ہے کیا لینا

[illegible] رسوا ہونا	ہو خوشی کا بھی آخر کبھی چرچا ہونا
[illegible] ہونا	[illegible] صحرا کو [illegible] کیا ہونا
[illegible] عشق [illegible] کیا	[illegible] کا [illegible] ہونا
[illegible] وہ [illegible]	[illegible] کبھی سودا ہ
[illegible]	[illegible] ہونا
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] ہونا
[illegible]	اون کی [illegible] حسن کو پردہ ہونا
[illegible]	[illegible] کو [illegible] پردہ ہونا

ہائے وہ گوشت کا ٹکڑا کہ بشر کا دل ہو
اور پھر دل ہی نہ ہونا - دل شیدا ہونا

نہ ہی اور جگہ کیا کوئی ایسی نازک
درد کو تھا جگرو دل ہی میں پیدا ہونا

گنے جاتے نہیں جو عشق میں جھیلے صدمے
اور معلوم نہیں اور ہے کیا کیا ہونا

ایک دل اور ہجوم الم و حسرت و یاس
روز ہنگامۂ تازہ کوئی برپا ہونا

گرد پھرنے لگے پروانے تو یہ راز کھلا
اس لیے شمع کو تھا انجمن آرا ہونا

نغمۂ لغوت چمن میں جو کبھی سن پایا
بلبلیں سیکھ گئیں زمزمہ پیرا ہونا

تخلیہ چاہتی ہے فکر سخن ای حافظ
کیا کریں - ہم کو میسر نہیں تنہا ہونا

عالموں ہی پر نہیں اکرام لطف اللہ کا
عامیوں پر بھی ہے لطف عام لطف اللہ کا

ہو رہیگا ایک دن لطف خدا سے کامیاب
کلمہ پڑھتے پڑھتے مرنا کام لطف اللہ کا

مقبرہ آنکھوں کی ٹھنڈک - مقبرے میں ہے سجا
فرش راحت - بستر آرام - لطف اللہ کا

پھر و لطف الٰہی سے نہ ہوں کیوں رات دن
رکھتے ہیں ورد زباں جو نام لطف اللہ کا

پا رہے ہیں لذت جاں - لذت کام و زباں
نام لیوا لے رہے ہیں نام لطف اللہ کا

کوئی اونٹے ہو کر اٹھے - واہ رے شان جمال
لطف کرنا ایک ادنے کام لطف اللہ کا

مہر و مہ کا - سب سبب کیا ہے - [illegible]
کرتے ہیں [illegible] صبح و شام لطف اللہ کا

فیضِ روحانی ادھر سے - لطفِ روحانی ادھر
ہے مریدوں پر توجہ کام لطف اللہ کا

نام پیر کا کیا - منظور تھا حج کا سفر
تھیں کفن کی چادریں احرام لطف اللہ کا

لطفِ جاں - لطفِ زباں - لطفِ تصور - لطفِ ذکر
دے رہا ہے لطف کیا کیا - نام لطف اللہ کا

نام لطف اللہ کا حافظ! لکھا ہر شعر میں
لطف سے خالی نہ پایا نام لطف اللہ کا

اچھے اچھوں سے تری آنکھ کا بیمار اچھا
اور بیمار ہے گیسو کا گرفتار اچھا

اور بازاروں سے ہے حشر کا بازار اچھا
اور بازار میں عصیاں کا خریدار اچھا

ہے جو منظور کہ ہو جائے نہ بیمار اچھا
بہت اچھا بہت اچھا مرے سرکار اچھا

چھوٹی کوڑی کو نہ مہنگے ہیں کوئی مفت نہ لے
ایسے ناکارہ غلاموں کا خریدار اچھا

اہلِ محشر جسے دیوانہ ترا جان گئے
وہی سودا زدہ رسوا سرِ بازار اچھا

رونقِ بازار سنا کرتے تھے ہم آٹھوں پہر
گرم اوس کوچے میں ہے رونق کا بازار اچھا

جیسے ننگوں کو جو مل جائے تو نعمت ہے یہ فقط
خاک کا فرش - ترا سایۂ دیوار اچھا

حشر کے روز جو منہ آپ کی رحمت کا تکے
وہ سیہ روز سیہ نامہ سیہ کار اچھا

مجھ کو مخلوق برا کہتی ہے سنو یار کہے
میں برا ہوں کہ بھلا - کہدیں وہ اک بار اچھا

صدقہ محشر میں کہا رحمتِ حق نے مجھ کو
کہ یہ بندہ ہے مرا - اس کا مددگار اچھا

یہ بھی اک راز نہاں ہی کہ چڑھی ہیں آنکھیں — مست الفت کو جو دنیا کہے مخمور اچھا
آکے صحرائے عرب سے میں بنا لوں پلکیں — پاؤں میں ٹوٹ کے رہ جائیں اگر خار اچھا
اون کے بیمار کا اچھا ہی نہ ہونا بہتر — پوچھتے رہتے ہیں جب تک ہو بیمار اچھا

دو شعر ان میں ہی جو سمجھ کا پیمانہ تھا پسند
شعر حافظ کا نہیں کوئی بھی زنہار اچھا

عاشق نہیں ہیں کچھ آج کل کا — ہی عشق ازل سے حسن ازل کا
ہر بیت وصف بیت النبی کی — رکھتی ہی رتبہ بیت الغزل کا
جبریوں کی گٹھری سر سے گرا دے — ای بیخودی یوں کر بوجھ ہلکا
مرنے بھی دیگی ای سخت جانی — رو کے کھڑی ہی تاکا اجل کا
میزان محشر کی تول سبھی — ٹوٹا یہاں ہی حسن عمل کا
طیبہ سے آکر جنت میں ٹوٹا — جو آسرا تھا نعم البدل کا
داغوں کی دولت گھر بیٹھے پائی — دل کا چمن ہی گھر پھول پھل کا
درد دروں سے پٹتی نہیں کل — پہلو میں دل ہی پھوڑا بغل کا
دشمن جو ہو دور اک تیر سمجھو — جب پاس بیٹھے کھٹکا اجل کا
شادی ہو یا غم دل میں ہیں توام — دل ہی ہمارا یا تنگ دو پل کا

آنسو گرے کب جب دل بھر آیا | لبریز ہو کر یہ جام چھلکا
اک دانت گرنا کھڑکی قضا کی | موئے سفید اک پیغام اجل کا
اونکی نظر ہے پلّے پہ اپنے | پلّا ہے بھاری حسن عمل کا

رو دھو چکے ہم جی بھر کے حافظ
دھونا ہے مشکل فرد عمل کا

میں مومن ہوں بندہ ہوں مولا علی کا | ہے ایمان میرا تولّا علی کا
جو نامی ہیں سب مجھکو پہچانتے ہیں | میں گمنام ہوں نام لیوا علی کا
علی جانتے ہیں نبی کے مراتب | نبی سے کوئی پوچھے رتبہ علی کا
حسن ہی کا حق تھا امامت کا منصب | مصلّی نے پایا مصلّے علی کا
مبارک تجھے نفی و اثبات صوفی | یہاں ذکر ہے شغل ہے یا علی کا
علی میرا مولا علی میرا آقا | درم ناخریدہ ہوں بندہ علی کا
کسی دل قبلہ سے ہم نسبتا ہے | مقام ولادت ہے کعبہ علی کا
یہ دار الولادۃ وہ دار الخلافۃ | ہے مکہ علی کا مدینہ علی کا
نبوت ولایت کا ہے فرق ورنہ | جو دادا نبی کا وہ دادا علی کا
نبی کا ہے بھائی - نبی کا ہے نائب | لقب ہے ید اللہ کس کا علی کا

کہاں بہشت حیواں کہاں شیر یزداں
زبردست سب سے ہے پنجہ علی کا

ہے سیراب فیض ولایت سے عالم
چلو پیاسو! بہتا ہے دریا علی کا

اگر شہر حسن لے تو پیتا ہو پانی
لگا لے دو نعرہ مجھے یا علی کا

نہ پوچھو یہ حافظ سے کس کا ہے بندہ
علی کا علی کا علی کا علی کا

پھر کے جیتا دن کے در میں یہ غلام آیا تو کیا
شاد کام آیا تو کیا - ناشاد کام آیا تو کیا

دیکھیے - دیکھیں - دم دیدار عام آیا - تو کیا
دیکھنے کے بعد حیرت کا مقام آیا تو کیا

غیر حاضر کا جو روضے پر سلام آیا تو کیا
جو نہ آیا تیرے در تک اس کا نام آیا تو کیا

اے غنی! تو ہی غنی - میں ہوں غنی گر کا گدا
میں ہوں بے مایہ تو کیا ہے - تو ہی مایہ تو کیا

وہ ملیں مجھ سے یہیں حق - وصل ہو یا ہو وصال
اب دم آخر اگر کوئی پیام آیا تو کیا

جان کو پیغام موت آیا ہے - کر لی ہے سلام
پھر ادھر سے کوئی پیغام و سلام آیا تو کیا

اپنے پیاسوں کے لیے تم نے لگا دی ہے سبیل
شربت دیدار کا میں تشنہ کام آیا تو کیا

بے تامل - بے تردد - اٹھیے بزم پاک میں
پیش و پس حل میں اگر وقت قیام آیا تو کیا

کام کر بہر خدا - خلق خدا کے واسطے
کام جو تو نے کیا تیرے ہی کام آیا تو کیا

سب ہیں انگشت شہادت کے اشارے کے شہید
صاف دو ٹکڑے ہوا ماہ تمام - آیا تو کیا

ہوں غضب سے اوس کے ترساں کہ آیہ رحمت شاد
یاد ہے مجھکو خدا کا سب کلام - آیہ تو کیا

پاپیادہ جب چلیں جبریل ہمراہ رکاب
آپ کی خاطر براقِ تیز گام آیا تو کیا

آپ کی شہرت ہی اور شعلے ہیں شرر یا نبی
آپ کے لب کو لگی تیغ الف لام آیا تو کیا

[illegible] تو بھی پہلا قدم دار السلام
آج میرا سر ہے پا سے سلام آیا تو کیا

[illegible] داتا کوئی جو سا
دے گیا بابہ تو کیا ہے - سلے اوشرا بابہ تو کیا

ہاں اسے پیکرجان دیدوں - ایسی قسمت ہے کہاں
طوف کرتے کرتے وقت استلام آیا تو کیا

نام کے ساتھ [illegible] - نا لکھی ہے - لکھ دو بھی ہے
اس تبرک سے نشان تک ہے وہ نام آیا تو کیا

[illegible] کس قدر
عمر بھر میں ہم کو ان کا ایک نام آیا تو کیا

[illegible] - گر پڑے سر سے کلیم
تم نہ آئے بام پر ہیں نہ بر بام آیا تو کیا

[illegible] کبھی - جلوہ نظر آئے ہے کلام
طور پر آیا تو کیا - بالا سے بام آیا تو کیا

[illegible]
[illegible] کلام آیا تو کیا

[illegible] آیا تو کیا
[illegible] شام آیا تو کیا

[illegible] میں اے شمع کام آیا تو کیا
سر ہے اسیر تو کیا - گردش میں جام آیا تو کیا

[illegible] لاکلام - آیا تو کیا
جیسے مرنے والے کا ہچکیوں میں نام آیا تو کیا

دل میں سوچو کہ عفو کرنا سہل ہے یا انتقام
عفو سیکھو، عفو سیکھو، انتقام آیا تو کیا

جب نہ دیکھے ہو چکے ایک ایک نادیدہ شہید
خنجرِ ابرو کسی کا بے نیام آیا تو کیا

میں بھلا گردِ روانِ رفتہ ہوں کب چل سکوں
کاروان کا ناتواں قائم مقام آیا تو کیا

چل تو دیکھو ہی سرو! اوس سرو [illegible]
یوں ہی بے کام [illegible] خرام آیا تو کیا

تیرا سودائی - یکا تا ہی خیالی ہی [illegible]
اوس کے سر میں دل کا [illegible]

وہ نہیں پہلا ہی تو اون کا نام بھی [illegible] میں ہے
گھل ہی جائیگا کسی [illegible] آیا تو کیا

کوئی ٹھوکر ہی لگا دیتے - نہ کرتے پائمال
دیکھ کر دل - اون کا اشارہ خرام - آیا تو کیا

چپ ہو تیرا نام لیوا کہ دل میں تو ہو - تیری یاد
تو نہیں جب دل میں، لب پہ تیرا نام آیا تو کیا

ہو سکے عاشق پہلے ہو بدنام - پھر گمنام ہو
اور یوں فہرست میں خالی [illegible]

نام کی لذت سے - لب پہ [illegible] اسباب
ساغر چھلکی کے دمِ مرگ [illegible]

پاؤں کی ٹھوکر بھی جیسے سر سے بچ کر چلی
رہ [illegible] سرتا پا [illegible]

کھانے پینے کو ہو فکرِ افطار و سحور
فاقہ مستو [illegible]

سب تماشے دیکھنے پایا نہ بزمِ ناز کے
دل [illegible]

شوخ پڑے تکتے رہے - سننے میں [illegible]
اور [illegible]

جو [illegible] دیکھی خوشی [illegible]
اک [illegible]

اول آنا۔آخر آنا۔غش کو آنا تھا ضرور	ابتدا ہی۔دم دیدار عام۔ آیا تو کیا
تم نے خود۔پردہ اٹھا کر۔کر دیا بے اختیار	آنے والی دل کی ہر کیا روک تھام۔آیا تو کیا

حکم ہو مولا! کہ حافظ کو نہ روکیں پاسبان
آستانے پر غلاموں کا غلام آیا تو کیا

ناقہ جو کہیں سونگھ لے طیبہ کے ہرن کا	نشہ ابھی ہو جائے ہرن مشک ختن کا
چھوڑا نہ کوئی تار بھی پیراہن تن کا	دیوانے کو یارب نہ ملے تار کفن کا
دل چھوڑ کے وطن میں جو چلا جائے وطن سے	ہو دور وطن سے تو رہے پاس وطن کا
بو گل کی گئی۔جا کے لگا لائی کہیں سے	بلبل نے تو رستا بھی نہ دیکھا تھا چمن کا
ہاتھ آئے جو ہم کو تو ہم آنکھوں سے لگالیں	جس پیرہن تن سے چھپے نور بدن کا
مرنا تو وہ مرنا ہی جو مرنے سے ہو پہلے	مرجائے تو محتاج نہ ہو گور و کفن کا
قبلے کی طرف پھیر نہ دیں اپنے بیگانے	روضے کی طرف نزع میں ڈھل جائے جو منکا
گر پیٹ نے گھلا کر مجھے اس درجہ مٹایا	رکھا نہ لحد کا نہ گڑھے کا نہ کفن کا
ای پائے جنوں! کر نہ پھرا کر مجھے رسوا	ای ہاتھ! ڈھکا رہنے دے پردہ مرے تن کا
سکتہ دم دیدار ہوا آنکھ در انداز	وقفہ بھی نہ حیرت نے دیا چشم زدن کا
دیتے ہیں تھکے وقت جواب اپنے بیگانے	سچ ہے کہ کوئی ساتھی نہیں اعضا سے بدن کا

بے ہوش ہوں کہ جامے سے پہر سمایا نہیں جاتا
خلعت جو ملا ہو مجھے عریانی تن کا

محتاج کو دیجی بھی نہ دی ہاتھ سے جس نے
محتاج ہوا مر کے وہ دو ہاتھ کفن کا

غم کس کی بلا کو ہو ۔ بہار آئے کہ جائے
گلزار تر و تازہ ہو مہ پارہ داغ کہن کا

کچھ بیٹھے عشق کی ہندی ہوں کہ [illegible]
آخر ہے [illegible] قرآں جی تو [illegible] کا

ہاں قیس [illegible] ہوں ۔ [illegible]
میں ہندی طبیعت کا [illegible] کا

طبیعت کا ہوں اور سر الاسته عریاں
کچھ مذاق [illegible] کا

اک دھیان ترا مونس دل ۔ راحت [illegible]
اک نام ترا ۔ ذکر [illegible] کام زبان کا

کپڑے کبھی پھاڑے تو بدن کو کبھی نوچا
دیوانہ ہوں میں ۔ ہوش نہیں [illegible] تن کا

چھوٹے سیر سودا زدہ ۔ جائے مرے ہاتھ
چھوٹا تھا مقدر ۔ مرا [illegible]

جانا کہ ہم [illegible] موت کو [illegible]
آسکے نہ دیا دھیان کبھی گور و کفن کا

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] کو [illegible] آتا چل دیا
آج اک بگولا [illegible]

[illegible] سے [illegible] کر ہم نے [illegible]
[illegible] گیا ۔ [illegible]

پلہ اعمال بھاری ہو کہ ہلکا حشر میں
رحم کا پلا رہے میری طرف جھکتا ہوا

عالم بالا کو ہے بالِ ہما سے بھی سوا
عرش اعظم پر پھریرا آپ کا اوڑتا ہوا

کہتے ہیں وہ دیکھ کر سینے کے داغوں کی بہار
یہ تو اک تختہ چمن کا ہے پھلا پھولا ہوا

نام بھی لیتا نہیں طیبہ سے آنے کا کوئی
لے گیا جو مرغ میرا نامہ وہ عنقا ہوا

ہاں خدا کی دین ہے یہ مول مل سکتا نہیں
عشق کا سودا بھی کیا بازار کا سودا ہوا

حسن حضرت کا تصور کی نظر پر چڑھ گیا
حسن یوسف خواب ہی دھیان سے اوترا ہوا

آہ کرنی ہی نہ تھی - اب ہم کریں تو کیا کریں
راہ سے پھرتا نہیں - جو تیر ہے چھوٹا ہوا

خیر و شر کا تو ہے خالق - اوس کے عامل نیک و بد
نیک و بد - جیسا جسے پیدا کیا پیدا ہوا

پاوں توڑے - سر بھی پھوڑا مفت جا کر دیر میں
میری قسمت میں تو جو کچھ ہونے والا تھا - ہوا

تھی بغاوت با ادب، یہ علم ہے اللہ کو
شکر ہی منہ سے کیا - دل میں اگر شکوہ ہوا

ہو توارد بھی تو حافظ کیوں لڑیں باہم حریف
میل ہو آپس میں - گو مضمون ہو لڑتا ہوا

موج زن جب چشم تر میں اشک کا سیلاب تھا
ابر تر کی کچھ نہ پوچھو کس قدر بے آب تھا

عشق کے دریا میں جو کودا وہی غرقاب تھا
وہ کہاں پہنچا ہے تہ کو جو کہے پایاب تھا

چہرہ پر نور اوس نور خدا کا رات دن
چودھویں کا چاند تھا - خورشید عالمتاب تھا

تھی دمِ تکبیر دل کو اون کے تن مینا کی یاد
اور سجدے کو وہ ابروئے کعبہ کی محراب تھا

اب تو جوشِ گریہ کے آنکھوں سے پانی پھر گیا
دیدۂ تر میں تری جب تک نمی تھی بے آب تھا

پیاس سے کانٹے پڑے تھے ہر زبانِ خار پہ
پاوں کا ہر آبلہ مشکیزۂ پُر آب تھا

گھونٹ شربت کا کہ جس کی پیتے ہی میں مر گیا
کیا بتاؤں میں ۔ وہ شہدِ ناب یا زہرآب تھا

کیا سماں تھا وہ کہ تھا بارانِ رحمت کا نزول
گردِ عصیاں دھو رہا تھا میں تہِ میزاب تھا

فرشِ مخمل پر بھی مشکل سے جنہیں آتا تھا خواب
قبر میں دیکھا تو فرشِ خاک فرشِ خواب تھا

کان میں آوازِ حق زیبِ نظر میں وہ جمال
قبر میں آکر جو دیکھا ہم نے ۔ وہ یہ خواب تھا

پوچھتے حافظ سے تو کیا پوچھتے منکر نکیر
جاں نثارِ آل تھا وہ پیروِ اصحاب تھا

جس کی تقدیر میں ہو آپ کا درباں ہونا
وہ نہ چاہے کبھی فردوس کا رضواں ہونا

عشق کو تھا ہمہ تن داغ نمایاں ہونا
اور اک حسن کے پتلے کو نگراں ہونا

ہاتھ لیجا نہ سکے تا بگریباں جو ضعیف
ای جنوں! اوس سے نہ تھا دستِ وگریباں ہونا

دیکھکر دل کو ۔ یہ کہتے وہ پھرا اولٹے پاوں
ہم کو منظور نہیں قیدیِ زنداں ہونا

دل رم خوردہ مرا تم کو اگر ہاتھ آجائے
آپ ہی پیشِ نظر رکھکے نگہباں ہونا

عشق کی پردہ دری کے یہ تماشے ہیں یہ کھیل
چاکِ دل ۔ چاکِ جگر ۔ چاکِ گریباں ہونا

غیرتِ عشق سے مر جائیں گوارا نہ کریں — دردمند آپ کے منت کشِ درماں ہونا

ہاں ابھی ناخن ہوا دستِ جنوں کیا فارغ — ہے گریباں سے ابھی دست و گریباں ہونا

دل دیے بیٹھے ہیں جان اٹھا سکتے ہیں — درد و غم چاہتے ہیں تیرے دل و جاں ہونا

ہچکی لینے بھی نہ پائے تھے نہ آیا دم بھر — تمہاری موت کو بھی خواب پریشاں ہونا

ہو گئی آپ کے پیش ہم گنہگاروں کو — ہے فقط آپ کا شرمندۂ احساں ہونا

دل کی [illegible] کبھی [illegible] کبھی — تھا انہیں سبب گرہ گیسو پیچاں ہونا

[illegible] ہے اک سناٹا — تھا تمہاری بستیوں کو شہر خموشاں ہونا

[illegible] وہ دیوانے [illegible] — تیرے دیوانے کو ہے خاک بیاباں ہونا

[illegible] بلبل — کیا کوئی جرم ہے اللہ خوش الحاں ہونا

پھول [illegible] — انھیں پھولوں کو تو ہے زیب گریباں ہونا

[illegible] — پھر جھکے دو ہاتھ [illegible] گریباں ہونا

[illegible] — [illegible] نالوں [illegible] سر و چراغاں ہونا

[illegible] کا — دیکھنے والوں کو آئینہ حیراں ہونا

[illegible] — [illegible] جاں ہونا

[illegible] — ہم گنہگاروں کی قسمت [illegible] ہونا

یاد دوس[illegible] کی ہو چاہے حافظ
کام آنے کا نہیں ہے حافظ قرآن ہونا

کل تو سنتے ہیں کہ برپا حشر کا میلا ہوگا / دیکھی جائیگی تماشے کا تماشا ہوگا
واصل حق جو ہوا حق کے سوا کیا ہوگا / قطرہ دریا میں جو مل جائیگا دریا ہوگا
تم ہو اچھے میں برا ہوں مگر اچھا اک بار / کہہ دو اچھا جو برے کو تو برا کیا ہوگا
ازلی ہی یہ فنا اور بقا کا اک راز / کہ جو ہوگا وہ نہ ہوگا جو نہ ہوگا وہ ہوگا
حشر کے روز اگر مجھکو نہ پوچھوگے تمہیں / اور پھر کون مرا پوچھنے والا ہوگا
مرنے والے کبھی مرنے سے پھرا کرتے ہیں بھی / توبہ توبہ یہ کسی اور کا شیوہ ہوگا
ابھی دم بھر کو چلے آؤ کہ آیا ہے اجل / ابھی دم بھر میں پیام اجل آتا ہوگا
اور بیمار پھر ایسا نہ ملیگا ورنہ / اور ان کا بیمار جو مرجائیگا اچھا ہوگا
میں گنہگار سہی میرے گنہ سب ہیں بڑے / حشر میں سب سے بڑا بخشنے والا ہوگا
چھوڑ کر دشت عرب ہند کے [illegible] میں پھرا / اور دیوانہ کوئی اس سے سوا کیا ہوگا
اپنی پہچان تو محشر میں بتا دے زاہد / نہ یہ تسبیح نہ یہ جبہ نہ دستار ہوگا
ہم تو جاتے ہیں قیامت اگر آئیگی تو آ / اور اس کو دیکھیگا وہی جو کوئی جیتا ہوگا
پاس کے فرشتے بھی اکثر نام ہے جس کا چکر / شیخ جی پہنچا ہے کعبہ میں [illegible] تو سودا ہوگا

حشر کے نام سے اک دھوم کی اٹھیگی برات	سب کو معلوم ہے - جو حشر کا دولھا ہوگا

نور ایماں نہ لیا ساتھ اگر اے حافظ
اور پھر قبر میں کس شے کا اوجالا ہوگا

لاکھ پردوں میں بھی پوشیدہ نہ جلوہ ہوگا	دیکھ لیگا جو ترا دیکھنے والا ہوگا
وہ اک شمع ہے گرد اوسکے پتنگوں کا ہجوم	ہم تو سمجھے تھے کہ پردے میں وہ تنہا ہوگا
مرنے والوں کو بھی انجام بتا دے کوئی	جینے والوں کو تو معلوم ہے - مرنا ہوگا
چوٹ پر چوٹ محبت کی اوٹھانے والا	دل جو پتھر کا - تو لوہے کا کلیجا ہوگا
وہ امانت - وہ نری آگ - دبا رکھتا کون	وہی بدنام ترا خاک کا پتلا ہوگا
وہی دل جاے خدا سے جو خودی سے نکلے	آپ میں رہکے تو خود بیچ کا پردہ ہوگا
چاک کردے جو کہیں ناخن غم سینے کو	کس حسرت کے نکلنے کو ترستا ہوگا
کوئی مرجاے تو باقی نہ رہے بیماری	تیرا بیمار تو مرکر بھی نہ اچھا ہوگا
درد صدقہ ہے محبت کا - نہیں دل کا طفیل	دل نہ ہوگا بھی تو کیا درد نہ ہوگا - ہوگا
میری بکواس کے ماتھے ہے ابھی بدنامی	چپ رہونگا میں تو چپ کا مری چرچا ہوگا
دل سے نکلی ہے نہ نکلیگی تمنا تو کبھی	یہ جو آنکھوں سے گرا - خون تمنا ہوگا
مرمٹوں کو ترسے - دیکھیے تو کوئی کھولکے تہہ	تار تک بھی نہ کفن کا کوئی میلا ہوگا

یا عجب چشمۂ رحمت میں ڈبو کر چھوڑے ‎— سر سے اونچا جو تماشے کا لپ پیا ہوگا

ات بھر کے لیے بے پردہ وہ آئے بھی اگر ‎— میرے گھر شام ہی سے نور کا تڑکا ہوگا

آج کیوں بزم سخن برہم ہے اوداسی چھائی
حافظِ غمزدہ کیا زمزمہ پیرا ہوگا

ب بھی ہیں شیدا عجب - دل بھی ہے شیدا عجب ‎— دونوں کہتے ہیں بہم - ہا عجب - وا عجب

صبا جا جیو! تم خبر سے دیکھ آئے عجب ‎— کچھ سنا دیجیے ہم کو بھی خبر ہائے عجب

م کو مشکل نہیں کچھ ای میرے مولا عجب ‎— میرے دل میں مری آنکھوں میں سما جا عجب

ب دیوانہ کو بہلاؤں میں اب کیا کہکر ‎— ہائے وہ خار عجب - ہائے وہ صحرا عجب

ب جو حیرت کا ہیں پتلا تو نہیں کچھ حیرت ‎— پتلیاں دیکھکے آئی ہیں تماشائے عجب

لی میرے - یہ مداد نیتے ہیں پیلے پیرنے ‎— آہ کہ تجھے ہم بھی کبھی یاد یہ پیاسے عجب

ں مردہ کو جلانے تھے مسیح مریم ‎— دلِ مردہ کو جلاتا ہے مسیحائے عجب

ش ایسا ہو خدا کا کوئی پیارا بندہ ‎— ساتھ لے جائے مجھے اور دکھالائے عجب

لے دیکھی ہے مدینہ میں وہ روضے کے قریب ‎— روکشِ خلد ہے جو جنت ماوائے عجب

کو جنت کے پھلوں پر جو ہے ناز ای رضوان ‎— ابھی چکھے ہی نہیں تو نے ثمرہائے عجب

یا دیکے صبا کہدے سلام حافظ ‎— ایک ہندی ہے مگر دل سے ہے شیدائے عجب

اچھا ہے جو اچھا نہ ہو بیمارِ محبت
صحت سے مزیدار ہے آزارِ محبت

انکار سے چھپتے نہیں اطوارِ محبت
چہرے سے عیاں ہوتے ہیں آثارِ محبت

تنگ آکے نصیحت سے یہ ناصح کو دعا دی
اللہ کرے تجھکو گرفتارِ محبت

دل میں ہے چمک درد کی سینے میں اجالا
انوارِ محبت ہیں یہ انوارِ محبت

اخفائے محبت کا سبق دیتی ہے دانش
دل کا ہے تقاضا کہ ہو اظہارِ محبت

شکوے نہیں دنیا نہ ملامت ہیں کرتا
ہوتا ہے کوئی محرمِ اسرارِ محبت

ڈرتے نہیں مرنے سے بھی جو اہلِ وفا ہیں
مرجاتے ہیں کرتے نہیں انکارِ محبت

کہنے کا نہیں کافرِ عشق اوس کو زمانہ
جب تک کہ گلے میں نہ ہو زنارِ محبت

ڈرتا ہوں کہ ٹوٹے تو کہیں پھانس نہ بن جائے
دل میں جو کھٹکتا ہے ابھی خارِ محبت

اچھا ہے جو تم دیکھ لو خود ایک نظر سے
بچتا نظر آتا نہیں بیمارِ محبت

کچھ بیچنے کو جاؤ گے تو بک جاؤ گے حافظ
دیکھا بھی ہے تم نے کبھی بازارِ محبت

فرض آپ کی اطاعت یا سورتی محدث
ذکر آپ کا عبادت یا سورتی محدث

تم نے جلائی سنت یا سورتی محدث
تم نے مٹائی بدعت یا سورتی محدث

تم شیدا سے دیں ہو مخدومِ مسلمیں ہو
ہادیِ شریعت - یا سورتی محدث

تم زاہد و مجاہد ہو یا وصی احمد
تم صاحبِ فضیلت یا سورتی محدث

الواحمون میں تو بالاتشبیہ تمھیں ہو
تم پر خدا کی رحمت یا سورتی محدث

دنیائے دینِ حق میں ہے روشنی تمھاری
تم ہو سراجِ ملت یا سورتی محدث

لکھا کرتے ہوئے حواشی طلاب پر تمھیں نے
رکھا ہے بارِ منت یا سورتی محدث

آگے بھی علمِ دیں کی کب روشنی یہ پھیلی
کھوئی تمھیں نے ظلمت یا سورتی محدث

کرتا ہے تہ ادب کے زانو تمھارے آگے
درسِ کتاب و سنت یا سورتی محدث

مولد کی محفلیں ہیں برپا تمھارے دم سے
مولد تمھارا سورت یا سورتی محدث

سرکارِ مصطفٰی سے - سردارِ انبیا سے
تم کو ہے خاص نسبت یا سورتی محدث

ایمان کی تو یہ ہے تم نے بہت بچایا
ایمانِ اہلِ سنت یا سورتی محدث

بے وحدتوں کے دل میں کچھ ہو گی قدر کثرت
تم اور کنجِ وحدت یا سورتی محدث

اکرام آپ کا ہے اکرام مصطفٰی کا
ہیں آپ شانِ ملت یا سورتی محدث

تفسیر اپنی تم کو خود ہی بتا رہی ہے
ہر سورت اور آیت یا سورتی محدث

اب کون ہے محدث ایسا فقیہِ کامل
ختم آپ پر فقاہت یا سورتی محدث

ہیں رحمتِ الٰہی کی آیتیں ہزاروں
تم بھی ہو ایک آیت یا سورتی محدث

صورت سے ہے درخشاں نورِ جمالِ ایماں
تفسیر نبی کی تفسیر یا سورتی محدث

تم چل بسے تو ٹوٹا مجھ پر پہاڑ غم کا — پا کر وہ استقامت - یا سورتی محدث

تھی پہلی بیعت ہی کی وہ خاک جس سے تم نے — پایا خمیر طینت یا سورتی محدث

پیر فلک جھکا ہی گویا یہ چاہتا ہی — چومے تمھاری تربت یا سورتی محدث

آکر گری قدم پہ دنیا تو لات ماری — اللہ رے قناعت یا سورتی محدث

تعلیم دیں کی دُھن تھی صوم و صلاۃ کے ساتھ — پائی نہ تم نے فرصت یا سورتی محدث

کرتے ہیں یاد تم کو - روتے ہیں یاد کرکے — چلتے ہیں اہل سنت یا سورتی محدث

اکثر سنا ہی تم سے یوں خوش عقیدتوں نے
حافظ ہو خوش عقیدت یا سورتی محدث

اور نبیوں کے بھی ہی سر پہ تاج — تاجدار مدینہ ہیں سر تاج

جس گدا پہ ہوئی نگاہ کرم — کردیا تاجدار دیکر تاج

خاک در ہم نے ڈال لی سر پہ — نہ ملا اور اس سے [illegible]

چہرہ مہر ہی آپ کا خود نور — اور عمامہ اک منور تاج

ہر طرف ہی تمھاری تاجوری — تاج سر کو جو اولیٰ - ہی سر تاج

واہ وا - خوبی اور محبوبی — کیا سجا فرق تاجور پہ تاج

ہیں رسول آپ اور ختم رسل — یہ علا اور تاج پاکر - تاج

آپ کا راج تاج ہے دائم
سب کے تاجوں سے ہے یہ بہتر تاج

اور زینت بڑھی ہے موتیوں سے
اور چمکا رہے ہیں گوہر تاج

تم کو اللہ نے دیا سب کچھ
سلطنت - ملک - تخت - افسر تاج

اور بھی کچھ سناؤ گے حافظ
یا پڑھے جاؤ گے برابر تاج

روتے ہیں اب تو اوس کو بلاؤ کسی طرح
در پر کھڑا ہوا ہے جو دیوار کی طرح

دل کو تو بھا گئی نگہ ناز کی طرح
للہ - دیکھ لو مجھے پھر بھی اوسی طرح

ختم الرسل ہے کوئی - نہ خیر البشر کوئی
پیدا ہوا ہے کوئی نہ ہوگا تری طرح

مرنا ہے آج سنتے ہیں بیمار آپ کا
اچھا بھی ہوگیا - تو جیے گا بُری طرح

مرنے کے ساتھ لیے اپنی ہے بڑا گناہ
پھر یہ گنہ معاف نہ ہوگا کسی طرح

گو فرش خاک ہو مگر اون کی گلی تو ہو
اچھی طرح کٹے گی جو گزری بُری طرح

آتے نہیں کبھی وہ بلاتے نہیں کبھی
کٹتی نہیں فراق کی گھڑیاں کسی طرح

تارے گنے ہیں تڑپے ہیں - آنسو بہائے ہیں
ہم نے تمام رات گزاری اسی طرح

تھے ساتوں آسمان مری ایک آہ کے
خوف خدا سے دیدہ و دانستہ دی طرح

میری حیات و موت زمانے سے ہے جدا
جینا نئی طرح مجھے مرنا نئی طرح

اس طرح میں تو شعر نکلتا نہیں کوئی
حافظ غزل کو ختم کرو بھی کسی طرح

اون کے روضے پر چھائی ہیں اور چڑیاں شاخ شاخ
مرنے والوں کے بھی ہوتے طائر جاں شاخ شاخ

دیکھا ہو تو بہت ہی کھیل قدرت کا یہی
پھول اوترتے ہیں - کھلا کرتی ہیں کلیاں شاخ شاخ

آتے ہی پیری کے - ہو جاتی ہی آرائش و بال
آپ ہوتی ہی خزاں میں برگِ ریزاں شاخ شاخ

بات گو بے اصل ہو - شاخیں نکلتی ہیں ہزار
کم ہی - پھر چلتے ہوں پھندے اور کلیاں شاخ شاخ

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے، ہی خوش آیندا ایک ایک
گیت گاتے ہیں جو مرغانِ خوش الحاں شاخ شاخ

سجدہ کرنے کو جھکی جاتی ہی روضے کی طرف
جانتی ہی تم کو اپنا دین و ایماں شاخ شاخ

لائے ہیں شاید کہ بلقیس و سلیماں کا سلام
ہیں درخت روضہ پر مرغ سلیماں شاخ شاخ

ہی ہوا سے روضہ یا ولولہ ہی اشجار کی
وجد کرتی رہتی ہی - ہو ہو کے جنباں شاخ شاخ

وہ درخت روضہ کا ہلنا - وہ پتوں کی صدا
ہم تو سمجھے، پڑھ رہی ہی نظمِ قرآں شاخ شاخ

کیا لبِ لعلِ نبی کا وصف کوئی لکھ سکے
گو قلم کے واسطے ہو شاخ مرجاں شاخ شاخ

حافظ اوسکی مدح کیا لکھوں، ہیں جس کے مدح خواں
قطرہ قطرہ - ذرہ ذرہ - باغ و بستاں - شاخ شاخ

گوشِ دل سے کون سنتا ہی فغانِ اہلِ درد
دردِ دل ہو تو سُنے سمجھے بیانِ اہلِ درد

آنکھ والا کون ہے - پہچان والا کون ہے
کیا کرے ہو کر عیاں درد نہان اہل درد

گوش گل کر - باغباں بیدرد بلبل دردمند
کان رکھکر کون سنتا ہے فغان اہل درد

کیوں نہ ہو پیارا کہ جینے کا سہارا ہے یہی
ہے ہرا درد محبت سے نوجوان اہل درد

نام تک دنیا سے مٹ جانا یہی ہے یادگار
بے نشانی کے سوا کیا ہے نشان اہل درد

راہ طیبہ کا ادب اشکوں سے کوئی سیکھ لے
سر کے بل گھر سے چلا ہے کاروان اہل درد

درد اوٹھتا ہے تو پھوٹے منہ سے کچھ کہتا نہیں
ہوتا ہے درد ہی رازدان اہل درد

ہم جہاں ہیں آ کہ نہیں سکتے وہ کیسا ہے مقام
سب جہانوں سے نرالا ہے جہان اہل درد

کچھ سمجھنا ہے تو پہلے درد دل پیدا کرو
یوں سمجھ میں آ نہیں سکتی زبان اہل درد

دردمندان محبت ہی کے سر سہرا رہا
تھا یہ کس کا منہ کہ ہوتا نوحہ خوان اہل درد

سننے والے کہتے ہیں سن سنکے جاوداں کی غزل
کوئی مجذوبوں کی بڑ ہے داستان اہل درد

کوئی شیریں نہیں ذکر پیمبر سے لذیذ
بات میٹھی میٹھی باتوں کی ہے شکر سے لذیذ

اون کے دیوانے نے اب تک زہر تو کھایا نہیں
اور کھانا کوئی بھی پایا نہ پتھر سے لذیذ

سر لئے ٹھوکر کھائی اوس در پر تو نکلی یہ صدا
ٹھوکریں ہونگی کہاں اس در کی ٹھوکر سے لذیذ

حنظل رسوائی کو پہنچی ہے نہیں حسرت زباں
چاہ کوثر کا ہے پانی حوض کوثر سے لذیذ

[illegible] / ذائقہ میں [illegible] نعمتوں کے میوۂ تر سے لذیذ

عام شہرت ہے محبت کی شہادت گاہ میں / اور کوئی پھل نہیں ابرو کے خنجر سے لذیذ

دل کے ریزے اور اون میں ٹپکا ٹپکا درد ہے / سینہ ہے اک خوان - دل ہیں اوس میں غنچے سے لذیذ

کیوں نہ زاہد ٹھوکریں کھانے کو جائیں شوق سے / ہاتھ آئیں نعمتیں کھانے کو جب گھر سے لذیذ

کس تمنا میں ہے غنچہ کھولے ہوئے منہ جگر / اور کیا شے ہے زبانِ تیغ و خنجر سے لذیذ

خونِ دل کے باب میں کیا سچ ہے یارب کیا غلط / دل ہے [illegible] بے لذت سنا ہے اور نشتر سے لذیذ

حضرتِ دل! ہے لوگڑا قطرہ خون آپ کا / آپ ناخوش ہوں تو کہہ دوں آپ کے ڈر سے لذیذ

جیسے [illegible] تشنہ [illegible] / دل میں باقی ہے کبھی روزی مقدر سے لذیذ

خوبرویاں [illegible] / اندر میں کا کوئی پھل بھی ہے اندر سے لذیذ

دل میں [illegible] کی [illegible] / اور شے ہوگی جو ہو معلوم ساغر سے لذیذ

تم تو [illegible] ہو زمانے کی ہوا کھاتے ہوئے
ہے کہیں کی بھی ہوا [illegible] اپنے گھر سے لذیذ

کچھ تو مزدوری میں دیگا میرا داور دیکھ کر / [illegible] عیاں کی گٹھری سر سے سر پر دیکھ کر

آفتاب حشر [illegible] آب و تاب / ہو گیا پانی کسی کا دامن تر دیکھ کر

کب گئے کب آئے کس صورت تجھے شکر ہے / [illegible] ہم [illegible] سے اور دیکھ کر

آ گئے پھر یہاں ہی - بیمار کی تقدیر پہ ہم
آ نہ سکتے خرد ہیں وہ بہتر - حال بیمار دیکھکر

دیکھیں اندر نور کے ہیں پھول یا ہیں تار کے
نہیں ہے یہ تیری تربت پہ پھولوں کی چادر دیکھکر

پھر کہیں جانا - کہیں رہنا - کہیں بسنا - مگر
دل میں رکھکر بٹھلا کر آنکھوں میں پھر کر دیکھکر

ہم تھے - یا احرام تھا - یا تھا یلملم کا محاذ
رکھ لیا ہے وہ ہمیں جانے سے باہر دیکھکر

نام رحمت کا نہیں - گو زائروں کی بھیڑ ہے
رحمتیں ٹوٹی ہی پڑتی ہیں ترا گھر دیکھکر

جو ترے پالے ہوئے بندے ہیں وہ جائیں کہاں
تیرے در سے اوٹھکے تجھکو بندہ پرور دیکھکر

تجھکو در پہ سر پٹکنے کی اجازت بھی نہ دی
میرے مولا نے مرا پھوٹا مقدر دیکھکر

شوق سے تو رو لیے تھا - لیکن ندامت کے لیے
فرد عصیاں کی طرف بھی دیدۂ تر دیکھکر

موت کو کچھ بن نہ آئی - آئی بھی پھر بھی گئی
آپ کے بیمار کو مرنے سے بہتر دیکھکر

دل بہت تڑپا - جو دیکھا طائر بسمل تما
اور مضطر ہو گیا مضطر کو مضطر دیکھکر

ہم کو بھولے سے بھی یاد آئی نہ حافظ اپنی پیاس
اپنے ساقی کو کنارِ حوضِ کوثر دیکھکر

ملی لذت زمیں بوسی کی ہم کو جنت البقیع پہ
ہوئی اک وجد کی حالت جو ٹھوکر کھائی ٹھوکر پر

چلے کیوں بت پرستو آستانے کی ٹھوکریں کھانے
سمجھ پر پڑ گئے پتھر [illegible]

خواص خمسہ کو ہم پنجتن پر کر چکے صدقے
خدا ... ابو بکر و عمر عثمان و حیدر پر

نہ ہوں کیوں پاک آلِ پاک کے پیرو گناہوں سے
نزولِ آیۂ تطہیر ہے آلِ پیمبر پر

پیمبر سے لئے نہ پائی کافروں سے کبھی تو وہ اپنا
جفائیں کلمہ گویوں نے جو کیں سبطِ پیمبر پر

سمجھے وحشت لیے جاتی ہے صحرا کو ہیں ٹوٹا ہوا
کہیں گھر میں نہ ہوں تشریف لائیں جو مرے گھر پر

وہ دیکھا و پایہ سے جھکائیں سر میرا کام ہو جاوے
تصدق ہو مرا دم اوس قدم پہ پیاری ٹھوکر پر

بڑھا ہے تار اشکوں کا تصورِ شہرِ طیبہ کا
عجب حسرت برستی ہے ہمارے دیدۂ تر پر

روا رکھتے نہیں اپنے قدم بوسوں کی پامالی
قدم پر سر ہے میرا۔ وہ قدم رکھتے نہیں سر پر

تبسم نے تکلم نے بڑھا دی حسن کی گرمی
شرف دانتوں کو گوہر پہ پسینے کو ہے اختر پر

تصدق ہونے کے قابل ملیگا ایک ہی رخ ہم
پڑا گردوں گرداں روز چکر کھائے چکر پر

اٹھی قبلہ کی جانب سے وہ رحمت کی گھٹا کالی
ہرا ہو پھر کے پانی۔ برس کر دامنِ تر پر

شفاعت کرنے کی ہمت نہیں پڑتی سبھوں کو
قیامت میں قیامت اور ٹوٹی اہلِ محشر پر

لکھا ہوتا یہی اے کاش میری لوحِ قسمت میں
جبیں سائی کریگا عمر بھر یہ آپ کے در پر

کریں کیا۔ بے بسی نے روک رکھا ہے یہاں حافظ
اگر بس ہو تو اڑ جائیں مدینے کو۔ لگا کر پر

دلِ دیوانہ آیا لوٹ کر اوس در کے پتھر پر
کروں سجدہ تو اوس در پہ جو سر پھوڑوں تو اوس در پر

تبرکاً آکر نے نہ پائی فصد کی نوبت
رگِ جاں ہو گئی اوٹھکر فدا خود نوکِ نشتر پر

پیمبر پہ بہارت - فاطمہ زہرا نبوت کا
خصائل حسن قدرت ختم ہیں آلِ پیمبر پر

جدا سے ہو غنی محروم - اگر مفلس نہ لے صدقہ
گدا سے لے تو کا بارِ احساں ہے توانگر پر

لپٹ کیا عشق سے جل جاتی ہے سوکھی ہوئی لکڑی
نہ آیا آتشِ عشقِ جنانہ کو کیوں رشک منبر پر

زیارت کا مزہ آیا - عبادت کا شرف پایا
نظر جب تک رہی قائم جمالِ روئے انور پر

نہ کیوں آپ وضو اون کا ہو بیٹھا تلخ کاموں کو
شرف رکھتی ہے گنگا کی اون کی آبِ کوثر پر

صبا! تو جا کے مدینہ - تو اتنا عرض کر دینا
کہ مشتاقوں کی اک ٹٹی لگی ہے آپ کے در پر

یہ امر و نہی و استقبال و ماضی منتخب سے ہیں
کوئی موصوف کا صیغہ بنا اوس کی ہے مصدر پر

ہیں وہ سب سے کمی ہوں کمتر وہ سب سے بھی ہیں برتر
ہے اک برتر سے برتر کو نظر کمتر سے کمتر پر

نہیں ہے جو مؤخر ہو مگر سب سے مقدم ہے
تقدم ورنہ ہوتا ہے مقدم کو مؤخر پر

ہوس ہوتی ہے کیوں اکسیر پانیں کی تقدیر کو
نظر کیا خاک پتھر ڈالتے ہم خاک پتھر پر

نہ نقشِ قدم ہے اور نہ ہی نقشِ پیشانی
مگر وہ اور پتھر ہے - یہ ہے اور پتھر پر

ہماری دونوں آنکھیں رات دن آنسو بہاتی ہیں
ادھر لوٹے ہے کو دل پر - ادھر پھوٹے مقدر پر

اثر اوتنا دکھایا آنسوؤں نے تنہا ہوا حافظ
اداسی چھا رہی ہے جو آج [illegible] پر

شعور تنہا پہنچا ہے بہت دور تسلی پر
نہ وہ تر از دور ہے شعور تسلی پر

کامل ہو تصور تو نہیں دور علی پور — ہے سامنے آنکھوں کے بدستور علی پور

جنت کی طرح کیوں نہ ہو پر نور علی پور — دن رات ہے اک نور سے معمور علی پور

ہو دیکھنے والے سے کہیں دور علی پور — آنکھوں سے ہو، دل سے نہیں مستور علی پور

صحبت ہے شب و روز سے پیر مغاں کی — نشے میں مئے عشق کے ہے چور علی پور

شہرہ ہے کیمیا تو مرے زخم جگر کا — ہے مرہم اثر مرہم کافور علی پور

پیارا نہ ہو کس طرح جو پیارے کا ہو پیارا — تیری ہی نظر کا تو ہے منظور علی پور

سنتے اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْک اب بھی کسی سے — ہوتا اگر آباد سر طور علی پور

ہوتا نہ وجودی کبھی کہتا نہ اَنَا الْحَق — دیکھا نہیں تو نے کبھی منصورا علی پور

مامور ہیں معذور یہ معذور ہے مامور — آیا ہے یہ مامور یہ معذور علی پور

گھر بیٹھے مدینے کا سماں ہم کو دکھا دے — کیا تیری توجہ سے نہیں دور علی پور

بستی تری بڑھتی رہے رونق تری دونی — تا حشر رہے تیری بلا دور علی پور

اوس نور کا ڈورا تو مدینے سے ملا ہے — جس نور سے معمور ہے بھرپور علی پور

لیتا ہے ادھر اہل تعصب کی خبر بھی — کرتا ہے ادھر کفر کو کافور علی پور

کرتا ہے غنی اور تونگر فقرا کو — نعمت کے لٹا کر در منثور علی پور

آیا کوئی شاکی تو بنایا اوسے شاکر — عالم میں تری سعی ہے مشکور علی پور

دو آنکھوں کا اک دل کا وظیفہ ہے یہ حافظ

دن رات - علی پور - علی پور - علی پور

ہر رگ میں گل نے باندھے ہیں بلبل کے چار پہ
ہلکا سا بھی ہزار ہے بھاری ہزار پہ

دے جان کون ہستی ناپائیدار پہ
اس بیوفا کو پائیے کس اعتبار پہ

ساقی! تری نگاہ سے دل کو خدا بچائے
ڈرتا ہوں کہ مست کر نہ دے ہوشیار پہ

لب پر تبسم - اور تبسم نمک فشاں
کس پر نمک فشاں ہے جگر داغدار پہ

جو نیک ہیں - کھڑے ہیں رحمت کا منہ تکیں
رحمت کو ہے نظر کسی عصیاں شعار پہ

لو - دل کے ساتھ صبر بھی گھٹ گھٹ کے گیا
پہلو میں اک مزار بنا ہے مزار پہ

لے لیکے نام - ہوتی ہے دریا میں طلب
بیٹھا ہوں میں بھی کان لگائے پکار پہ

روزی جو مانگنا ہو تو مانگیں - مگر نہ یوں
جس طرح کچھ ادھار نہ ہو روزگار پہ

کیوں بلبلوں کا خون نہ سر پر سوار ہو
سولی تو دی ہے جانِ ہر گل کو خار پہ

مستی وہ عشق کی ہے کہ جس کا نہیں خمار
نشہ چڑھا ہوا - نہیں اترا اتار پہ

ہر برگ خشک بار ہے بے بار ہو شجر
کیا ہو گیا ہے ناز جو تھا سایہ دار پہ

بے سایہ قد کے سایے میں حافظ پناہ لو
ہوں جنتی خدا شجر سایہ دار پہ

خود بلا لو - خود بنا لو مجھکو مہمانِ حجاز
بے سر و ساماں ہوں میں ای میزبانِ حجاز

جان آنکھوں میں - تصور میں ہو میدانِ حجاز
میری آنکھیں اور میری جان قربانِ حجاز

ہند میں ہم پاؤں پھیلا کر جو سوئے بھی تو کیا
ہوں سلامت پائے وحشت اور میدانِ حجاز

کھب گئے ہیں میری آنکھوں میں جو ہیں دل کے لیے
پاؤں میں کیا چبھ رہے ہیں خارِ مغیلانِ حجاز

یہ کہاں تقدیر ہے میری کہ پھر دیکھ آؤں میں
ڈال کر آنکھوں میں آنکھیں نرگستانِ حجاز

کیوں وہ جائے دیکھنے کو سرو بستاں کا خرام
جس کی آنکھوں میں پھرے سرو خرامانِ حجاز

آنکھ بھی ڈالوں نہ میں کحل الجواہر پہ کبھی
میری آنکھیں اور ہو گردِ بیابانِ حجاز

یہ خدا ہی جانتا ہے کیسی جنت ہے بقیع
تحفۂ فردوس ہے گورِ غریبانِ حجاز

دل میں کچھ رکھ لاؤ ہم آنکھوں میں کچھ رکھ لائے ہم
جو نظر میں چبھ گئے خارِ مغیلانِ حجاز

گل بدامانو! تم سے کیا گل پھول کی باتیں کریں
تم نے دیکھی ہے کہاں فصلِ بہارانِ حجاز

ہم تو ہیں مستِ سخن حافظ اور ہو سکتا ہے کیا
نقدِ جاں کر دینگے نذرِ جانانِ حجاز

دکھا دے یا الٰہی پھر نبی کا روضۂ اقدس
ہماری دونوں آنکھوں کا ہو تارا روضۂ اقدس

[illegible] اچھا ۔ خدا کا دل ہے سب اچھا
[illegible] سب اچھا روضۂ اقدس

[illegible] وہ عرش [illegible]
[illegible] سب اچھا روضۂ اقدس

مدینہ طور ہے - پر نور ہے چشم بصیرت میں | تپنگے ہیں ملک شمع تجلے روضۂ اقدس

عجب کیا ہے کہ حوریں جھانکتی ہوں غرفوں سے | قصور ہشت جنت سے ہے بالا روضۂ اقدس

نظر آئے کوئی ہستی - ہیں نور روضہ ہی سمجھا ہوں | مری آنکھوں میں کچھ ایسا سمایا روضۂ اقدس

زیارت کرنے والے - یہ تماشا دیکھ آئے ہیں | بنا دیتا ہے اک حیرت کا پتلا روضۂ اقدس

خطر کیا زائروں کو تابش خورشید محشر کا | ہے ظل رحمت باری تعالے روضۂ اقدس

پڑی ہلچل پڑے - دنیا ادھر سے ادھر ہو گئی | ہے [illegible] اکیلا روضۂ اقدس

ہزاروں خوبرو بھی دیکھنے والے ہم نے زیبا بھی | ہے سب خوبوں سے بڑھ کر خوب زیبا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیہوش | [illegible] ہوش

یارب نہ ہو مجھ سا بھی کوئی بیخود و بیہوش | اتنا بھی نہیں ہوش - کہ کیا ہو گئے مدہوش

میں کیا کہوں کیا حال تھا جب [illegible] کے چلے ہوش | [illegible] ہوش

سوتے ہی ہیں بیدار کی لگ جائے کہیں آنکھ | رکھ لیتے ہیں تکیے کی طرح سر کے تلے ہوش

دیکھی جو وہ رفتار - عجب ہوش ربا تھی | وہ آئے گئے جب - تو حیرت سے اڑ گئے ہوش

خالق امر سے احباب ہیں دیوانے کہ میں ہوں | جو مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ خالق تجھے دے ہوش

میں روز ازل ہی سے ہوں دیوانہ کسی کا
آگے بھی نہ تھے ہوش کی گنتی میں مگر ہوش

آنکھیں ہوئی تھیں چار کہ ناگاہ غش آیا
کچھ رہ گئے تھے ہم ہوش کو - اتنے بھی نہ تھے ہوش

یوں عشق نے دیوانہ بنا کر مجھے لوٹا
تھی ہوش ہی کی عقل نہ کچھ عقل ہی کے ہوش

کس زلف معنبر کی - صبا لائی ہے خوشبو
لو ہو گئے اوڑنے چاہیں کیوں سر سے مرے ہوش

ای کاش وہ فرمائیں - لگا کر کوئی ٹھوکر
اوٹھ ہوش میں آ ہوش میں - ای حافظ بیہوش

عشق کیا ہے اپنا [illegible] - کیا ہے شاعری
سبق ترک ما سوا ہے خلوص

میرے دل میں بھرا ہوا ہے خلوص
میرے دل میں خلوص سا ہے خلوص

دل انساں کو دیکھتا ہے خدا
اور پھر دل کا دیکھتا ہے خلوص

دل بنا ہے خلوص کی خاطر
اور دل کے لیے بنا ہے خلوص

خلق و رنج و فکر - سب بیکار
دل میں اک ہی تو کام کا ہے خلوص

کام نام و نمود کا ہے ریا
نام جس کا ہے بے ریا - ہے خلوص

ہم کو میزان حشر کی کیا فکر
کہ ہمارا بچا تلا ہے خلوص

آفتوں میں گھرا ہوا ہے دل
اور دل میں چھپا ہوا ہے خلوص

دیدیا دل خلوص سے اوس کو
جس نے دل کو مرے دیا ہے خلوص

ہے بیاضی یہ مختصر نسخہ | کہ رہا ہے مرض سے دوا ہے خلوص

یہ تو مقصود دل نہیں حافظ
یہ سیاہی سے جو لکھا ہے خلوص

صحت [illegible] ہو نہ کبھی عشق کا مرض | اس مرض میں [illegible] مرض
کیا تھی خبر کہ علاج سے ہوگا سوا مرض | ہوتا رہا علاج تو بڑھتا رہا مرض
رخصت ہو چارہ ساز تو اپنا علاج کر | بیمار وہ ہے جس کو نہیں عشق کا مرض
تشخیص بھی غلط تری تجویز بھی طبیب | نادان کیا دوا ہے تری کیا مرا مرض
اک عشق اور [illegible] درد و رنج و غم | مجموعہ ہے یہ سینکڑوں امراض کا مرض
یاد طواف کعبہ میں چکر ہے سر کو آج | بیٹھے بٹھائے مفت یہ کیسا اٹھا مرض
ہم جانتے ہی کیا تھے کہ ہوتی ہے کیا دوا | پہچانتے ہی کب تھے کہ ہے کیسا بلا مرض
تم جو بتاؤ گے تو پھر سنوں گا میں | پہلے مجھے بتا دے کہ تجھ کو ہے کیا مرض
تیرے مریض غم کو طبیب آئے دیکھنے | چپکے اٹھ کے چلے گئے سمجھا نہ تھا مرض
تیرے مریض کی ہے دم آخر یہی دعا | اللہ دے کسی کو تو دے عشق کا مرض

حافظ تمہیں بتاؤ کہ میں کیا جواب دوں
پوچھیں جو آ کے دوست کہ تجھ کو ہے کیا مرض

جسکے نزدیک کوئی قول نبی کا ہی غلط — اوسکا ایمان کا اسلام کا دعوے ہی غلط

آپکے اذنِ شفاعت کو جو کہتا ہی غلط — خود غلط ہی وہ – غلط گو ہی سراپا ہی غلط

کون ہو کذبِ خدا – مثلِ نبی کا قائل — کس قدر جھوٹ ہی – بے اصل ہی کہنا ہی غلط

جا ملے آپ ہیں [illegible] کی باتیں [illegible] — مرضِ عشق کا ہی کوئی مداوا – ہی غلط

غیب کا علم نبی کو ہی عطیۂ رب کا — جو کہتا ہی غلط اسکو – وہ سمجھا ہی غلط

[illegible] – اولاد کے محبوب ہیں آپ — اس میں شک ہو جسے – ایمان کا دعوے ہی غلط

مرضِ عشق کو سمجھے ہیں یہ سمجھینگے طبیب — ایسے بیمار کی صحت کا بھروسا ہی غلط

موت سے پہلے جو مر جائے – جلا دیکھیں آؤ — ہی یہ کہنا نہیں – اعجازِ مسیحا ہی غلط

قطعه

کہ ہم از عشق [illegible] کہ ترا ایمان چیست — مدعی کہتے ہیں جو کچھ – وہ ہی سمجھا ہی غلط

عشق [illegible] دلم گفت کہ ایمان ادبست — جب ادب ہی نہیں – ایمان کا دعوے ہی غلط

[illegible]

[illegible]

[illegible] خدا سے حافظ — سب کے کوئی التجا سے حافظ

[illegible] — [illegible] حافظ

[illegible] دل کا — [illegible] حافظ

جیتے جی ہجر سے چھڑا دو — مجبور ہی مر نہ جاے حافظ
کیا ضعف میں ہاتھ پاوں مارے — چلتے نہیں دست و پاے حافظ
دل کا دکھڑا سوا تمھارے — کس کو جا کر سناے حافظ
کب آئیگا واہ واہ کا وقت — کب تک کرے ہاے ہاے حافظ
دیکھوں نہ خیال میں بھی اون کو — وہ دن نہ خدا دکھاے حافظ
حافظ کی دعا نہ کوئی رد ہو — مقبول ہو یہ دعاے حافظ
حافظ کو ہر اک بلا سے۔ شر سے — محفوظ رکھ اے خداے حافظ
رحمت کا اگرچہ ہے بھروسا — عصیاں سے خدا بچاے حافظ
اشکوں سے۔ غموں سے۔ کیا بھلا ہو — جب تک نہ پیے نہ کھاے حافظ
گو اک سگ بے ادب ہے پھر بھی — آتا نہیں بے بلاے حافظ
دربار کریں وہ عام یا خاص — دربار میں بار پاے حافظ

مسکین و گدا و بینوا ہوں
ہے ایک یہی نواے حافظ

بندوں کو کردگار نے تیرا کیا مطیع — عالم کا تو مطاع ہے۔ عالم ترا مطیع
جنت میں اوس کا گھر ہے جو تیرا ہوا مطیع — اوسکی کہاں نجات جو تیرا ہے نا مطیع

پھیلا دیا حضور ہی نے نورِ معرفت / آگئے عرب ہیں کون تھا اللہ کا مطیع

توفیق ہو رفیق تو پھر پوچھنا ہی کیا / سرکش ہو کس طرح جسے رکھے خدا مطیع

اللہ ہی کا حکم اطیعوا الرسول ہے / اللہ کا مطیع ہے جو ہے ترا مطیع

تجھکو ہر آدمی کے عناصر میں دخل ہے / تیرے ہیں خاک و آتش و آب و ہوا مطیع

ہے آپ کے اشارے سے ہی عالم کا انتظام / شمس و قمر مطیع ہیں - ارض و سما مطیع

باغی تو ہے نہیں کہ خطائیں نہ ہوں معاف / بندہ خطا شعار ہے - سرکار کا مطیع

تو شاہِ مشرقین ہے - تو شاہِ مغربین / شاہِ عرب! عرب بھی - عجم بھی - ترا مطیع

گردن میں سب کی - تیری اطاعت کا طوق ہے / ہونگے نہ جا کے اور کے - تیرے سوا مطیع

حافظ خدا کا فضل - خدا کا ہزار شکر
حافظ کیا کلام کا اپنے - کیا مطیع

دریغ، فردِ عمل ہوگئی سیاہ - دریغ / اکیلی جان مری - اس قدر گناہ - دریغ

تمام عمر کیے روز و شب گناہ - دریغ / نہ کچھ سفید ہی سوجھا نہ کچھ سیاہ دریغ

یہ میری شامتِ اعمال - بے گناہ - دریغ / خدا کی خلق ہوئی جاتی ہے تباہ - دریغ

ہے چاہِ معصیت اللہ - کس قدر گہرا / نہ پائی ڈوبکے بھی ہم نے جسکی تھاہ - دریغ

سیاہ - دل کو کیا - حُبِّ جاہ نے لیکن / دلِ سیاہ سے نکلی نہ حُبِّ جاہ - دریغ

گناہ ہو کوئی بے قصد تو گناہ نہیں
کیے ہیں دیدہ و دانستہ گناہ دریغ

یہ کیا ہوا کہ مدینے تک اب نہیں جاتے
وہ دل کے نالۂ رسوا - وہ دل کی آہ دریغ

یہی تو سب سے بڑا ہے مقام رونے کا
خدا کے سامنے جاتے ہیں رو سیاہ - دریغ

دوہائی آپ کی دیتا ہوں یا رسول اللہ
ڈبوئے دیتے ہیں مجھ کو مرے گناہ - دریغ

وہ وقت وزن عمل نیکیوں کی محتاجی
وہ ہر طرف مری حسرت بھری نگاہ - دریغ

عدم کو جاتے ہیں بار گنہ لیے حافظ
عدم سے آئے تھے دنیا میں بے گناہ دریغ

ڈر تھا ہمیں کہ کرینگے عقوبت وہ یا معاف
ہم نے کیا قصور تو انہوں نے کیا معاف

بندے نے جب کہا کہ خدایا خطا معاف
اوس کی خطا معاف ہے اوس کی سزا معاف

کرتے نہ تم عطا تو نہ پڑتی خطا کی خو
کیوں کی خطا عطا تھی جسے کی خطا معاف

او جرم عشق! تو تو لکھا تھا نصیب میں
تیرے عذاب سے تجھے رکھے خدا معاف

ہر دم کہا ہوں میں خطا ہے مرا شعار
میری خطا معاف ہو - میری خطا معاف

میں کیوں ڈروں کہ جرم محبت بڑا ہے جرم
کچھ شرک تو نہیں کہ نہ کردے خدا معاف

اک خون کے عوض میں تو دینا ہو خوں بہا
سو حسرتوں کا خون محبت کو تھا معاف

کہتے ہیں وہ کہ جب اونھیں بہت سا کہا سنا
تیرا کہا معاف ہے تیرا سنا معاف

یہ حکم ہے - جو توبہ کرے صدقِ دل کے ساتھ
اوس کا ہر اک گناہ ہے چھوٹا بڑا معاف

ہم چھپکے جو گناہ کریں - دل میں ہوں خجل
وہ آئیں عفو پہ تو کریں سب بلا معاف

حافظ شروع کردی غزل اس زمین میں
میری خطا ہے - میری خطا ہے - خطا معاف

ابتدا عشق - انتہا ہے عشق
مبتدا عشق - منتہا ہے عشق

کہیں عاشق سے چھوٹتا ہے عشق
رگ و پے میں بھرا ہوا ہے عشق

بلہوس یا ہوس کے مارے ہوے
جانتے ہی نہیں وہ کیا ہے عشق

ہر کسی کو یہ ہو نہیں سکتا
ظرف کو پہلے دیکھتا ہے عشق

کسی مجذوب کی یہ بڑ ہوگی
کہیں بندہ - کہیں خدا ہے عشق

آن میں گھر کے گھر بگاڑے ہیں
کیا بلا کا بنا ہوا ہے عشق

عشقبازی نہیں ہے کھیل کوئی
پہلے سمجھے تو کوئی کیا ہے عشق

دشمنِ جان یہی - یہی محبوب
مدعی عشق - مدعا ہے عشق

عاشقوں کا خدا ہی والی ہے
خود مرض اور خود دوا ہے عشق

جس کے دل کا ہے نام عرشِ خدا
جس کے دل میں رسول کا ہے عشق

کسی ہی شان کا ہو کم حافظ
قرب حق سے ملا جلا ہے عشق

نیک کام اچھے کئے جا کام نیک
بات یہ ہے ۔ کام نیک ۔ انجام نیک

مرحبا ای عشق صادق! مرحبا
ہے ترا آغاز نیک ۔ انجام نیک

شیخ کیا ۔ زاہد کیا ۔ دیندار کیا
سب ہیں ساقی تیرے ہی آشام نیک

کیا غنی ۔ کیا بے نوا ۔ کیا پارسا
دیکھنے ہی کے ہیں سب اقوام نیک

تو ہی ای دل! اپنے جی میں کر حساب
کتنے بد ۔ کتنے کئے ہیں کام نیک

میں برا ہوں؟ کیوں پھسلنے دیں مجھے
ہیں ترے روضے کے سب خدام نیک

عمر ساری کی گناہوں میں بسر
ہو سکا مجھ سے نہ کوئی کام نیک

کچھ تو دے راہِ خدا ۔ نام خدا
چھوڑ جا دنیا میں کچھ تو نام نیک

ہے تری نیکی تو زاہد! زہد خشک
مجھ سے ہیں رندانِ دُرد آشام نیک

ہم بدوں کو بھی کبھی بلوا لیجئے
روز سنتے ہیں صلائے عام نیک

حافظِ عاصی کی ہے یہ التجا
ہوں تو بدتر ۔ ہو مگر انجام نیک

رہتا نہیں تہی کبھی مستی سے جامِ دل
یعنی مدام عشق ہے شرب مدام دل

ایمان دل میں ہو تو یہ ہے احترام دل
اک نام کعبہ ۔ اور ہے اک خوش نام دل

اللہ جانے کیا ہو ۔ اگر کوئی توڑ دے
لبریز خون سے ہے جو ٹوٹا ہے جام دل

باقی رہی ہے ضبط کی طاقت نہ صبر کی
بگڑا ہوا ہے اب تو سراسر نظامِ دل

یہ کام گوشِ سر کا نہیں کوئی کچھ کہے
سنیے جو گوشِ دل سے تو سنیے کلامِ دل

ہم پوچھتے - اثر کا پتا بھی کہیں ملا
آتا جو پھر کے نالۂ گردوں خرامِ دل

آنکھیں یہ رو رہی ہیں کہ محشر قریب ہے
ہم سے لیا نہ جائے کہیں انتقامِ دل

تقسیم کلفتوں کی جو روزِ ازل ہوئی
ناکامیِ دوام ہوئی پاسے نامِ دل

رد ھسے تک اپنے دل سے ہی رستا قریب کا
پھر کیوں نہ سلسل سفت میں پہنچے سلامِ دل

کس روز دیکھیے وہ بلاتے ہیں سامنے
کس روز دیکھیے ہمیں حاصل ہو کامِ دل

دن رات اب یہ حافظِ مسکیں کی ہے دعا
یارب شرابِ عشق سے بھر جائے جامِ دل

اب ہمیں چین سے مطلب ہے نہ آرام سے کام
کام ہو جائے ہمارا - ہمیں ہے کام سے کام

وقت کی قید نہیں کچھ ہمیں رونے کے لیے
صبح سے کوئی غرض ہے نہ کوئی شام سے کام

ایک عالم کو ہے رشک آپ کے دیوانے پر
نہ کسی غم کا تردد - نہ کسی کام سے کام

تیرے صیاد کو اللہ سلامت رکھے
فکر دانے کی نہ پانی کی - نہ کچھ دام سے کام

تیرے دیوانے ہیں - اسلام ہمارا ہے یہی
نہ تکلف سے ہیں نہ اسلام کے احکام سے کام

تیرے بندے جو ہیں - نام کے بندے ہونگے
ہم ترے نام کے بندے ہیں - ترے نام سے کام

اپنے ساقی کی نگاہوں کے جو متوالے ہیں
اون کو میخانے سے مطلب نہ سبو و جام سے کام

پیش بینی میں ہیں ہیچ آپ کے بیخود کی بلا
نہ کچھ آغاز سے مطلب نہ کچھ انجام سے کام

جیسے دیوانوں کو میقات کی شرط ہو بند کیسی
جیسے ننگوں کو نہیں جامۂ احرام سے کام

جس کو غم سے ہو خوشی اوس کو خوشی سے مطلب
جیسے کلفت میں ہو راحت اوسے آرام سے کام

بے تکی سی یوں ہی گڑھی ہے غزل حافظ نے
ورنہ انعام کی خواہش ہے نہ الزام سے کام

آنکھیں کھلی ہیں پر سر کی تم آتے نظر نہیں
آنکھوں میں پتلیاں ہیں مگر دیدہ ور نہیں

ہر چند جہاں تک ہے رسائی مری محال
پروانہ شمع کا ہوں مگر بال و پر نہیں

لطفِ نظر کہاں جو نہ ہو لطف کی نظر
کب اونکو میرے حالِ زبوں پر نظر نہیں

دل میں رہو۔ پھرا کرو نظروں میں شوق سے
آنکھوں سے تمکو دیکھیں۔ یہ تاب نظر نہیں

کس کام کا وہ ہوش ہے کیا اوس کا اعتبار
جو ہوش دو گھڑی ہے۔ پہر دو پہر نہیں

لے اتنی اضطراب! تراجی بھلا ہوا
دل کی تو ٹوٹ پھوٹ میں اب کچھ کسر نہیں

کھینچا جو ایک نالہ تو دل ہو گیا تباہ
ہم جانتے تھے نالۂ دل میں اثر نہیں

دونوں کی خیر کیوں نہ مناؤں فراق میں
مانا جگر سہی۔ دل بھی دگر نہیں

اپنی بساط سے ہے تمنا بڑھی ہوئی
ڈر بھی لگا ہوا ہے وہ کہہ دیں اگر نہیں

غم جو ضبط سے کم ہو یہ سنبھی کھانا لیسا ہم آج
کم کھانے سے بھی عمر تو ہو گی بسر نہیں

جلوے ہیں تیرے حسن کے - دل پہ سب آئنہ
کیا کچھ اگر ادھر ہے تو کیا کچھ ادھر نہیں

بے روک ٹوک حشر میں ہم خلد کو چلے
منہ تکتے ہیں جو امتِ خیر البشر نہیں

رونا یہ ہے کہ دامنِ تر کو بھی دیکھکر
کمبخت آنکھ اشکِ ندامت سے تر نہیں

دنیا میں ہوں میں عاشقِ رسولِ مصطفٰے
رسوائی منازلِ عقبے کا ڈر نہیں

خلوت میں اک خدا ہے - خدا کا حبیب ہے
کوئی نبی نہیں ہے - فرشتے کا پر نہیں

ایمان کی کہینگے ، ہے ایمان کی یہ بات
ہم تجھسے نا امید نہیں ، بیخطر نہیں

دیدار اور وعدۂ دیدار دونوں حق
کل پر جو بیٹھے ہیں انھیں کل کی خبر نہیں

کیوں آئیں جائیں اس میں خیالات ماسوے
کوچہ تو دل کا عام کوئی رہگذر نہیں

دانا ہے دل - پھنسا بھی تو جاکر کہاں پھنسا
یہ مرغ نام کا ہے - کوئی جانور نہیں

نادیدہ عاشقوں میں ندیدہ بھی ہے کوئی
کیا آپ کی نگاہ کو اتنی نظر نہیں

آنسو ہی پونچھ لیتے کبھی روتے رہتے ہم
اتنے سے کام کا بھی یہ دامانِ تر نہیں

وحشت سرا ہے گور کچھ ایسی کہ الاماں
محفوظ اس قدر کہ ہوا کا گزر نہیں

حافظ کو فکرِ دعوتِ دیدار کی ہو کیا
تم پر نظر نہیں کہ خدا پر نظر نہیں

شوریدہ سر ہوں میں مجھے پروائے سر کہاں
سودا اُنکا زیاں ہے کہ وہ سنگ در کہاں

ہو کیوں دل کے آئینے میں تجھی خبر کہاں
اللہ جانے ہے کہاں سے نظر کہاں

حاصل تجھے ظفر تو سفر پھر سفر کہاں
راحت جو راہ طلب میں تھی اپنے گھر کہاں

تجھ سے ہے کیوں حجاب ہیں ذرہ تو آفتاب
ذرّے کو تیرے سامنے تاب نظر کہاں

اپنا اتا پتا نہیں اوس انجمن میں یاد
کیونکر بتائیں کون ہیں کیا نام گھر کہاں

اون سے نظر ملی تھی مگر پھر خبر نہیں
ملتے ہی آنکھ کھو گئی مری تجھ کی انتہا کہاں

طاقت کہاں مجھے کہ دعا کو اوٹھاؤں ہاتھ
مانگوں اگر دعا تو دعا میں اثر کہاں

سب کہتے ہیں دعا سے سحر ہوتی ہے قبول
میری شب فراق کے لئے ہائے سحر کہاں

اپنی خبر کے لینے کو جاؤں میں دوڑتا
کوئی بتا تو دے کہ ہے میری خبر کہاں

فقر و فنا بغیر کرو عمر بھر تلاش
اس تشنگی میں ملتی ہے عمر خضر کہاں

دل والے اپنے دل ہی میں رکھتے ہیں دل کی بات
ہوتا ہے ذکر کیا ہے یہاں شور و شر کہاں

ملتے ہیں اشک سرخ کسی کو نصیب ہے
ہر مدعی کے عشق میں رنگ اثر کہاں

حاضر ہے دل بھی رہنے کو آنکھیں بھی نذر ہیں
ہیں ایسے تو نے چھوٹے سے ہو اے گھر کہاں

جب آئی بیخودی میں خودی سے نکل گیا
ہوتا وطن میں مجھ کو میسر سفر کہاں

کیا خاک ڈالیں چاند کے منھ پر شب فراق
صورت ہے تم سے ملتی ہوئی تم مگر کہاں

سر در پہ کی ٹھوکریں کھاتا پھرے ہزار
چھوٹے ہوئے نصیب ہیں وہ سنگِ در کہاں

آنکھیں بلائیں لیتی ہیں کیوں جھکے بار بار
کیا دیکھنے گئی تھی - ہو آئی نظر کہاں

تا سو پہ دل نے مجھکو گرایا تھا خاک پر
نیچی نگاہ والے کی پہنچی نظر کہاں

دیکھا گیا نہ گنبدِ روضہ - زہے صفا
تقدیر سے پھسل گئی جا کر نظر کہاں

محشر بپا ہوا ہے - درِ جنت کھلا نہ ہو
وہ جا رہی ہے امتِ خیر البشر کہاں

آنکھوں کی پتلیاں بھی ہیں - دل بھی امیدوار
رکھوں چھپا کے روضے کے دیوار و در کہاں

ننگِ بشر ہوں میں - کوئی مجھسا نہیں ذلیل
فخر البشر ہو تم - کوئی تمسا بشر کہاں

خورشید بے سواد! وہ دیکھی بھی ہے جبیں
سادی چلا ہے لیکے بیاضِ سحر کہاں

میں ہوں امیدوار - ترا در امید گاہ
اس در سے اٹھکے جاؤں کس امید پر کہاں

حافظ خدا گواہ کہ ہوں صاحبِ فراش
آزاد کی خوشی ہے یہ - عرضِ ہنر کہاں

بدی نیکی - جو کرنی ہو وہ جی بھر کر یہاں کرلیں
سرِ محشر کہیں ہلکا نہ ہو پلہ گراں کرلیں

خدا سے جو دعا ہو - واسطا اس میں نبی کا ہو
نبی سے جو کریں وعدہ - خدا کو درمیاں کرلیں

کیے جاتا ہوں پیہم التجا اپنی شفاعت کی
مری تسکین ہو جائے اگر منہ سے وہ ہاں کرلیں

دل اونکا ہو تو ہم پر ٹھنڈا یہاں آنکھیں ہوں ٹھنڈی
کسی دن دل کے ٹکڑے سینے میں اون کو میہماں کرلیں

ہیں دنیا کے مسافر اور اک تدبیر منزل ہے
اگر ہو عقل دیں۔ تدبیر پیش جاوداں کر لیں

تصور باندھتا آتا ہوں۔ تو کیا ایسے کہیں دل مشکل
اسے خاطر نشیں کرنا ہے پھر خاطر نشاں کر لیں

نہیں تنہا کا لوا زائروں کو پوسہ اونٹ کا
خوشامد کرکے دربانوں کو پہلے مہرباں کر لیں

مدینے کو بھی ہم روتے سنانے جا بیٹھے دکھڑا
ذرا مشق فغاں کر لیں ہم سبق اپنا رواں کر لیں

نعمت کا نمک چھڑکیں مرے سے حضرت ناصح
مجھے مشق دہان زخم پہلے بے زباں کر لیں

مرے حصے میں قسمت سے خزاں ہی بہار آئی
جو ہیں اہل نظر سیر بہار بے خزاں کر لیں

کسی کے دیکھنے کو اپنی آنکھیں بند کرتا ہوں
نہ دیکھیں مجھکو۔ آنکھیں بند پھر یارا دل کر لیں

مرے سے دشت طیبہ میں پڑا ہو بے کفن لاشہ
مرے سے چیل کوے پیر تلکے چھیاں کر لیں

محبت کو بہ چلدی ہے کہ لے لے جان عاشق کی
جدائی کہتی ہے ٹھہرو ذرا ہم امتحاں کر لیں

کہ ان [illegible]
بہشت کر لیں آپ شاعر نقل اندازبیاں کر لیں

تہنیت ولادت فرزند مولانا شاہ نعمت اللہ میاں صاحب

لائے تشریف نعمت الرحمٰن
سید صاحب سادہ ہے وقت بھرے میاں

باسمہٖ یہ اسم سامی ہے
اصل نعمت ہے نسبت رحمٰن

باپ کا نام اور جد کا
ایک اس نام سے ہے صاف عیاں

ف؎ یہ عرفی نام نامی اعلیٰحضرت قبلہ مولانا مرشدنا شاہ فضل رحمٰن علیہ الرحمہ کا جو اس مولود مسعود کے پردادا تھے ایام صغر سنی میں تھا۔

باپ دادا کے گھر کا ہے یہ چراغ
کھل گئے آج غنچہ ہائے مراد
گلشن خانداں پھلے پھولے
رہے بادِ بہار ہر سے پر
خضر کی عمر پائے یہ فرزند
نعمتیں جس قدر ہیں سب پائے
بٹ رہا ہے عطاؤں کا باڑا

فضلِ احمد ہے۔ بخششِ رحمٰں
آج یہ گھر ہے گلشنِ خنداں
اس میں جو فرد ہے۔ رہے فرحاں
ادھر آنے نہ پائے بادِ خزاں
عمر بھر خود رہے مسیحِ زماں
اور میں کیا لکھوں چنیں وچناں
جھولیاں بھر رہے ہیں پیر و جواں

ملے حافظ کو بھی صلے میں دعا
بینوا ہے گدائے مدحت خواں

ہے پپیہے کا شرا جو یوں پکارا پی کہاں
اپنے گھر جب دو بیں رگڑی ہیں میں نے ایڑیاں
میرے طفلِ اشک سا رکھتے ہی نہیں کچھ اور شغل
مرنے والے میر تلے ہی رہتے ہیں تا مر چکنے نہیں
عشق کے دیوانوں کو ہے آ ہی زیور پسند
انقلاب اک دن ستاتا ہے کہ پنہاں ہو یا چنیں

پی کہاں سنکر میں چیخ اٹھا کہاں احمد میاں
تب ملا ہے سر رگڑنے کو تمہارا آستاں
اک سبق رونے کا ہے جو روز رہتا ہے رواں
کاش مرنے سے پہلے ہی مرنے سے ایسے سخت جاں
طوق ٹھہرے ہنسلیاں پازیب ان کی بیڑیاں
گردشِ ایام ہے گا ہے چنیں گا ہے چناں

کیا عجب، دونوں کو کردے انقلاب، پر تلے
یہ جو قائم ہیں تلے اوپر زمین و آسماں

میں ہوں بیخود، مجھ کو کیا معلوم، یہ کیا ہے وہ کیا
میں ہوں دیوانہ، نہیں مجھ کو تمیز این و آں

تیرے شب بیدار کو نیند آنے کا خطرا نہیں
مردم دیدہ، کھلے دروازوں کے ہیں پاسباں

عاشقوں کو پھول بوسے خالق کے یاد ہیں
بلبلوں کو ہیں زباں پر سب گلستاں بوستاں

خون روتی ہیں وہ آنکھیں جن میں آنسو بھی نہ تھا
آہ ۔ رنگ انقلاب، آفت رسیدہ نرگسیاں

صاف تو یہ ہے کہ دنیا میں نہیں ہے خاک بھی
کس لیے، دنیا کو پھر کہتی ہے دنیا خاکداں

ہے زبانِ شکوہ میرے پاس، لیکن گنگ ہے
ہے دہانِ زخم سینے میں، مگر ہے بے زباں

آئے ہیں ماتم زدہ جو آپ کے در کے فقیر
بیٹھے ہیں اوڑھے ہوئے میلی کچیلی کملیاں

گوہرِ مقصد سے بھر لیتے تھے جو دامان و جیب
لے رہے ہیں ہچکیاں، یا بھر رہے ہیں سسکیاں

کیا کہوں، کیوں منہ کو آتا ہے کلیجا بار بار
درد ظالم لے رہا ہے میرے دل میں چٹکیاں

سو بلائیں ناگہانی، مجھ کو ہیں گھیرے ہوئے
اجل کا پردہ تھا الٰہی! یا بلائے ناگہاں

چھا گئی ہے ایک عالم پر خزانِ بے بہار
مقبرے میں بس گئی جا کر بہارِ بے خزاں

یہ بھی جاتے وقت دھیان آیا، جیئے گا کس طرح
حافظِ بیدست و پا، بوڑھا مریضِ خستہ جاں

تو کیسے کٹتا ہے پی، میرا ہے پی احمد میاں

[illegible]

جوشِ غم سے دل تہ و بالا ہے اب جاؤں کہاں
سخت ہے فرشِ زمیں اونچی ہے سقفِ آسماں

گنبدِ مرقد تک آسکنے کی تو دو پروانگی
بار ہا پر تولکر رہ رہ گیا ہے مرغِ جاں

دیکھنے کا بار و بست بھی دینگے یا نہیں
مقبرے کی جالیوں میں مرغِ دل کا آشیاں

یہ دوامی ہجر کا صدمہ سہا جاتا نہیں
دل جگر کہتے ہیں دونوں الحفیظ و الاماں

مرگِ عالم کے برابر موت اک عالم کی ہے
ایک عالم جمع ہے آجلد مرگِ ناگہاں

عقل سمجھاتی ہے مجھکو صبر کرنا بہتر ہے صبر
صبر کرنے کو ہو پتھر کا کلیجا وہ کہاں

ہم تو روتے ہیں کہ پردہ کر لیا ہم سے مگر
اٹھ گیا پردہ جو تھا تیرے خدا کے درمیاں

عرس بھی ہے دھوم بھی ہے بھیڑ بھی لنگر بھی ہے
ہے تو ہونے کو سبھی کچھ اک نہیں احمد میاں

قدر والوں کی تو دنیا میں سبھی کرتے ہیں قدر
ہم سے بیقدروں کا بھی باقی ہے کوئی قدرداں

یاد ہے تحسین یاد آتی ہے رہ رہ کر مجھے
یہ تری پیرانہ سالی اور یہ طبعِ جواں

کیا ہی تھا پیر کی مدح خوانی کا صلہ
یوں بنایا آج اپنے مدح خواں کو نوحہ خواں

مجھکو تم نے خطاب آئی بلا صبحِ غم
ہو چکی وہ رات جو تھی میرے تیرے درمیاں

نور کے تڑکے دم تھے تاروں کی چھاؤں
اس سفر کی دوسری کو چل بسے احمد میاں

جیتے جی میں خود ناخواندہ مہماں گئے
وہ اکیلا فضلِ رحمٰں کا ہے خواندہ میہماں

فضلِ رحمٰں اے عمر تھے منتظر یاسین میاں
آگیا تو فضل میں کام دل کا آرام میاں

زیر گنبد جا چھپے کا لیکن کہاں پہنچا عروج
بیٹھتے تھے قطب بستر میں تیسے کا رب ہیں تحت زیر آسماں

دو مزار عرش پر تھا تھا کچھ تو دیکھا ہے نیا
جھومتی ہیں وجد میں آنکھوں کی دو پتلیاں

دین و دنیا کے الم حافظ کو ہیں گھیرے ہوئے
المدد یا فضلِ رحمٰن! الغیاث احمد میاں

اے مسیحا میں نے جو پی ہے وہ تو نے پی کہاں
تجھ کو وہ شے ہی کہاں، تجھ کو کہاں احمد میاں

ایک دل پہلو میں ہے - دل میں ہے اک درد نہاں
دل مرا ہمراز میرا - میں ہوں دل کا رازداں

ظلِ رحمت تم ہو، تم ہو چترِ رحمت سایباں
میرے سر پر چھا رہا ہے میری آہوں کا دھواں

فضلِ رحمانی رہیں گے ایک جھنڈے کے تلے
حشر کے دن یاد آئیگا جو مجمع ہے یہاں

میں نے دیکھے ہیں بہت سے ایک ہے میں وہ آفتاب
ایک تم ہو فضلِ رحمٰن کا ایک تم احمد میاں

شرق سے تا غرب پھیلی ہے تمہاری روشنی
مشرق و مغرب میں تم ہو ایک پرتو آپ کا

جانے والے جا چکے ہیں راہِ مولٰی کے شہید
نیچے مژگاں کے چھپا ہے دستِ چشمِ خوں فشاں

فضلِ رحمٰن نے جو دی تھی کنزِ مخفی کی کلید
رحمت اللہ کو ودیعت دے گئے احمد میاں

سجدہ کہتا ہے کہ یہ سجادہ قبلہ ہے مرا
بوریا ہے فضلِ رحمٰن کا مسندِ احمد میاں

کیا ابوت - کیا بنوت - کیا خلافت - کیا نسب
نکتہ رس ہے جو ہو نسبت کے شرف کا نکتہ داں

اللہ اللہ اے نہ پوچھو یہ سجادہ ہے کون
اور ہیں کیا کیا یہ محاسن اور کیا کیا خوبیاں

خوبیاں گنتی سے باہر ہیں، معاشِ لطف شعار
دو زبانیں کلک کی ہیں، ایک ہی کلکِ زباں

ہے یہیں فرزندِ احمد رحمۃ اللہ علیہ
رحمت اللہ نامِ نامی، مردِ صالح، نوجواں

اس سے بہتر اور ہوتا کون سجادہ نشیں
حضرت احمد کا فرزند اور فرزندِ کلاں

جب شماریں ختم کرکے پھیر لیتے ہیں ہم سلام
خاتمے پر رحمۃ اللہ رکھتے ہیں وردِ زباں

دل میں تھوڑی تھوڑی ہوتی ہے امید پاس کے
ہے کبھی کس چیز کی، رحمت یہاں، نعمت یہاں

رحمت اللہ خود سراپا رحمت اللہ ہے
نعمت اللہ - نعمت اللہ سے ہے بیش گماں

رحمت اللہ، نعمت، احمد، فضلِ رحمٰں کے طفیل
ہے مریدوں کے سروں پر چار چوبی سائباں

اپنے حافظ کو فنا کرکے بقا دیدیجیے
مرنے والے کو ہو مرنا حیاتِ جاوداں

شاہ جی کے تم ہو سجادہ نشیں ننھے میاں
کوئی بھی تم سے سوا پیارا نہیں ننھے میاں

سنتیں سال شاہ جی نے جب سے پردہ کرلیا
رہتے ہو تم رات دن اندوہگیں ننھے میاں

کس قدر دل سے کیا کرتے تھے خدمت پیر کی
اب جو دیکھا تم کہیں ہو - دل کہیں ننھے میاں

پیار، شفقت، ایسی خدمات کس کو ہوتی ہے نصیب
شاہ جی بیٹھے جہاں - رہتے وہیں ننھے میاں

صورت میں چھوٹے میاں بھی لوگ کہتے تھے تو کیا
قرب میں تھے سب سے بڑھ کر بالیقیں ننھے میاں

کیا محبت - کیا مروت - کیا نگاہِ دلنواز
سب دعائیں تم کو ترکے میں ملیں ننھے میاں

ہے تصدق پیر کا - کرتے ہیں شکر اللہ ادا ‏ ‏ حق سے پا کر دولت دنیا و دیں ننھے میاں
واہ - کیا چشم مروت - واہ - کیا اخلاق ہے ‏ ‏ اہل حاجت سے نہیں کہتے نہیں ننھے میاں
شاہ جی سے مجھکو دلوا دیجیے جب ملکر دعا ‏ ‏ بجلیاں فکروں کی مجھ پہ گر پڑیں ننھے میاں
شوق سے کر دیجیے لیکر زیارت پر نثار ‏ ‏ ایک میں ہوں اک مری جان حزیں ننھے میاں
ان سے راضی - آج خوش ہے شاہ جی کی روح پاک ‏ ‏ زیب سجادہ رہیں یا رب یونہیں ننھے میاں
آپ کا نور نظر بیٹے میاں پھولے پھلے ‏ ‏ آپ ہی سا آپ کا ہو جانشیں ننھے میاں
آپکے سب پیر بھائی - آپکے سب یار دوست ‏ ‏ خوش رہیں - کوئی نہ ہو اندوہگیں ننھے میاں

سب کے صدقے ہیں پرانا خادم اس درگاہ کا
حافظ مسکیں - حقیر کمتریں - ننھے میاں!

نظر سے ملی - جب نظر دیکھتے ہیں ‏ ‏ ہم اپنا جگر تھام کر دیکھتے ہیں
جدھر وہ بدل کر نظر - دیکھتے ہیں ‏ ‏ تو دنیا ادھر کی ادھر دیکھتے ہیں
نہ ہو ساتھ جب تک وسیلہ نبی کا ‏ ‏ دعاؤں کو ہم بے اثر دیکھتے ہیں
وہ دامن جسے تر کیا تھا خوشی سے ‏ ‏ اب اشک ندامت سے تر دیکھتے ہیں
خدا سے اونھیں حشر میں بخشوانا ‏ ‏ جو عاصی حشر در حشر دیکھتے ہیں
نہ ہی جا سے رفتن - نہ ہی پائے ماندن ‏ ‏ تصور میں وہ بام و در دیکھتے ہیں

عدم کے مسافر ہیں۔ عصیاں کی گٹھری
یہی ساتھ رخت سفر دیکھتے ہیں

نہ ہی بتا ہرگ ہیں نہ دل ہیں گھر اوس کا
کہاں ڈھونڈتے ہیں کدھر دیکھتے ہیں

کریں حسن ترانی حسن آنکھ ہیں کیا شک
اونھیں حق کا تہ نظر دیکھتے ہیں

ہم اس تاک میں ہیں کہ ہوں چار آنکھیں
ملے کب نظر سے نظر - دیکھتے ہیں

ہیں جن کی نظر میں ہنر - عیب اپنے
وہ اوروں کے عیب و ہنر دیکھتے ہیں

تصور سلامت کہیں ہوں کہاں ہیں
جدھر دیکھتے ہیں - اودھر دیکھتے ہیں

دکھانے کو آئے ہیں دلبستگی ہم
وہ دیکھیں نہ دیکھیں مگر دیکھتے ہیں

تماشا کیا نہ دیکھیں ہمیں آنکھ سے بھی
کہ دل پر تو دل کی نظر دیکھتے ہیں

فقط ہے خدا پر نظر ہم کو حافظ
حبیب خدا کی نظر دیکھتے ہیں

جو گر پڑ کے وہ رہگزر دیکھتے ہیں
اوسی رہگزر میں گزر دیکھتے ہیں

چلا کر وہ تیر نظر دیکھتے ہیں
ہم اپنا دل - اپنا جگر دیکھتے ہیں

حیا کو نہ کیوں رکھیں آنکھوں میں حرمت
کہ اوس پر تمھاری نظر دیکھتے ہیں

مزہ ہم کو ملتا ہے خلوت کا پہروں
نرا دھیان حبیب بانظر دیکھتے ہیں

دعا لیکے اپنا سا منہ - پھر نہ آسکے
نرا منھ ہم اپنا اثر دیکھتے ہیں

نظر پر چڑھاؤ - نظر سے گراؤ
نظر کے شناسا نظر دیکھتے ہیں

گرے ہیں پڑے ہیں کسی رہگذر پہ
مزے سے وہ نیچی نظر دیکھتے ہیں

سنائیں یہ آواز - سنتے ہیں سب کی
دکھائی نہ دیں وہ ، مگر دیکھتے ہیں

اوسے کون دیکھے جو گھر کا ہی مالک
جو زائر ہیں - مالک کا گھر دیکھتے ہیں

تجلی جو چمکی - تو بولی کہ موسےٰ !
ادھر کو ذرا - دیکھکر دیکھتے ہیں

لگی ہیں اوسی آستانے سے آنکھیں
یہ دو در ہیں جو ایک در دیکھتے ہیں

کہاں جائیں ہم تیرے کوچے سے اٹھکر
اسی رہگذر ہیں گزر دیکھتے ہیں

کلیم و تجلی کا قصہ نہ پیش آئے
نظر سے ملا کر نظر - دیکھتے ہیں

ہمیں حیرتِ دید تھی ، وہ یہ سمجھے
کہ ہم ٹکٹکی باندھکر دیکھتے ہیں

ہنرور نہیں دیکھتے عیب حافظؔ
ہنر دیکھتے ہیں اگر دیکھتے ہیں

تمہیں تو ایک ہو میرے - میں اک تنہا رہا ہوں
نہیں تو کون ہے میرا - میں اور کس کا ہوں

وہ ذرّہ ہوں میں کہ خورشید سے چمکتا ہوں
وہ قطرہ ہوں میں کہ دریا میں پڑ کے دریا ہوں

دمِ سوالِ نکیرین - آپ ہی تو سہی
ابھی تو قبر میں اوٹھکر شمار ہوتا ہوں

میں ترکِ عشق کروں زاہدو! خدا سے ڈرو
خدا کا نام لو ، میں بھی خدا کا بندہ ہوں

ہے تنزل ہستیِ فانی کا عینِ ہستی سے
میں ہوں بھی یا نہیں - کچھ ہوں تو کون ہو گیا ہوں

کلیمِ شوقِ لقا کا سوال ہے آپ ہی
جوابِ برقِ نگہ کا کہ میں تجلے ہوں

پڑا ہوں اس لیے بیکس کہ کسی کو رحم آئے
کسی کو آئے نہیں - اس لیے ترستا ہوں

دعا یہ مانگ رہا ہے حضور کا رسوا
حضورِ داورِ محشر نہ جا کے رسوا ہوں

لحد میں آکے فرشتے کہینگے لاتحزن
کہ یارِ غارِ پیمبر کا نام لیوا ہوں

دکھاتے ہیں مجھے آئینہ - مجھکو سکتہ ہے
کب آئینے کو میں سکتے میں دیکھ سکتا ہوں

کسی کی چشمِ سخنگو کا یہ اشارہ ہے
میں بے زباں ہوں مگر خود زبانِ گویا ہوں

نظر میں پھر رہی ہے کہتی ہوئی کوئی تصویر
یہ بات یہ کہ میں ساکت ہوں اور گویا ہوں

زمینِ ہند سے کیوں بند ہوں مرے دشمن
عرب میں جا کے مروں - اس لیے میں جیتا ہوں

جوش آتی ہے حافظ! ضرورتِ اصلاح
تو یاد آتے ہیں ممتاز اور روتا ہوں

میں پاسے برہنہ کا دشت گرد چھالا ہوں
قدم قدم نگہِ خار میں کھٹکتا ہوں

ہزار آنکھیں ہیں ایسی جنھیں کھٹکتا ہوں
ہزار دل ہیں جنھیں چبھتا ہوں وہ ایک کانٹا ہوں

مرا ستارہ - نہیں ہے عروج پر تو نہ ہو
کہ جو بیروں کا ہوں جھومر - میں وہ ثریا ہوں

نشاں کچھ نہیں ہے - تو مرا نام تو بہت کچھ ہے
کسی نظر میں سماتا نہیں - وہ نقطہ ہوں

نہ ٹھہرے عذرِ گنہ کا گناہ سے بدتر
خطا معاف، میں کچھ شکایت کرتے ڈرتا ہوں

پڑے ہیں اہلِ زمیں زلزلے کے دھوکے میں
میں قبر میں جو پڑا کروٹیں بدلتا ہوں

چمک رہا ہے ستارہ یہ کس کی وحشت کا
کہ ذرّے ذرّے کو دعویٰ ہے میں بھی صحرا ہوں

میں جانتا ہوں کہ اوس پر خدا کا سایہ ہے
وہ کہتے ہیں کہ میں خود ہی خدا کا سایہ ہوں

بتا دے تو ہی مجھے میری بیخودی! للہ
تجھے خبر ہے۔ کبھی آپ میں بھی ہوتا ہوں

ہیں نیکیاں مرے اعمال میں تو گنتی کی
گنہ گنے نہیں جاتے اگرچہ گنتا ہوں

جب ایک بھی نہیں اپنا۔ ہزار اپنوں میں
تو میں ہزار پرایوں کا اک پرایا ہوں

حضور کرتے ہیں الطاف (؟) ارشاد
برا ہوں میں۔ مگر اون کا۔ تو پھر برا کیا ہوں

خدا۔ خدا کی خدائی۔ حضور کو چاہے
حضور کو جو نہ چاہوں تو میں کسے چاہوں

امیر و داغ بہت یاد آتے ہیں حافظ!
سناؤں کس کو غزل۔ داد کس سے اب چاہوں

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مرے حق میں بہشت ہے [illegible]
مرے کس کام کی جنت۔ مرا کیا کام جنت میں

[illegible]
[illegible]

الٰہی اب مدینے سے نہ گھر کو میں پھر جیتا
قدم روضے سے جو اُٹھے پڑے وہ جا کے جنت میں

ابھی تو ہاتھ دوڑائے ہیں دامان و گریباں تک
ابھی تو چاک کرنے ہیں کبھی سی لینگے فرصت میں

یہ کیونکر ہو سکے ہیں بے وصال اُن تک پہنچ جاؤں
یہ کس جی سے گوارا ہو کہ میں مر جاؤں فرقت میں

ہیں ہمراز دل سے بھی رازِ محبت کہہ نہیں سکتا
کروں کیا کہ رازداری شرط اول ہے محبت میں

یہ دنیا ہے تو کوئی دن کی مصیبت ہے تو کوئی دل کی
مصیبت کا ہے گھر اسکی مصیبت کس مصیبت میں

گناہوں پر جو سچے دل سے نادم ہو کے گریاں ہو
تو سچے موتیوں کی آب ہو اشکِ ندامت میں

خدا کی بارگہ میں سر جھکانا سربلندی ہے
بڑی معراج ہے سجدہ جو ہو محرابِ طاعت میں

ترے روضے کا آوازہ گیا رضواں کے کانوں تک
ترے گنبد کا شہرہ گونجتا ہے قصرِ جنت میں

اگر وقتِ سوالاتِ نکیرین آ گئے مولے
خوشی کے مارے میں پھولا سماؤنگا نہ تربت میں

یہ میرے منہ پہ جاں کا اک تمنائی ترانہ ہے
کہ جیتے جی ہوں روضے میں تو مرکر جاؤں جنت میں

امید و بیم بھی - قرآن بھی - ایمان ہے حافظ
ہے آیاتِ غضب میں بیم - امید آیاتِ رحمت میں

یہیں سے کیوں نہ لے جائیں چھپا کر دل کی خلوت میں
نہیں تو پھر کہاں روضہ ملیگا ہم کو جنت میں

نرالی شانِ نیرنگی ہے یہ مولے کی رحمت میں
ہے آنسو جوشِ رقت میں پسینا ہے ندامت میں

جو تم چاہو تو رحمت جلوہ گر ہو آ کے زحمت میں
جو تم چاہو تو عشرت کا مزہ آ جائے عسرت میں

رہے بے چین اب یا چین سے جو کچھ ہو قسمت میں
دل مہجور ہجرت کر گیا مولا کی خدمت میں

گئے روضے کو نہ اثر کیل کانٹے سے درست اکثر
نہ پایا کیل کانٹے کا بھی کھٹکا راہ غربت میں

حرم کی نظر سے دیکھ لو حسرت نکل جائے
دل حسرت زدہ ہے ایک نظارے کی حسرت میں

خدا نے اونکے دیوانوں سے پرستش ہی نہیں رکھی
خدا چاہے تو سستے چھوٹ جائینگے قیامت میں

زیارت کی تمنا کاش جیتے جی نکل جائے
مبادا دم نکلجائے تمناے زیارت میں

وہ ماذون الشفاعہ ہیں - وہ مقبول الشفاعہ ہیں
نجات اوسکی نہیں جسکو تردد ہو شفاعت میں

اکیلا گوہر یکدانہ ہاتھ آتا ہی مشکل ہے
کوئی غوطے لگا کر دیکھ لے دریاے وحدت میں

بڑا گہرا ہی بیرنگی کا پردہ جو نہیں اوٹھتا
ابھی ڈوبی نظر آجاے کثرت رنگ وحدت میں

معما میم احمد کا سمجھ میں آ نہیں سکتا
خرد کا دخل کب ہی پردہ راز حقیقت میں

یہ بعد ناتوانی اور پشتارہ گناہوں کا
چلے ہیں قبر سے ہم اوٹھکے امید شفاعت میں

گدا انکے ہیں غنی ہو کر غنی ہیں فقر کی دولت
کمی کس شی کی ہو مولے! تری سرکار حشمت میں

غنیمت ہے ضعیفی میں یہ زور طبع ای حافظ
بہت اشعار تم نے لکھ لیے تھوڑی سی فرصت میں

دل عشاق جو تسکین نہیں پاتے ہیں
قائمے جوش کے ٹھہرے سے نکل جاتے ہیں

رہگئے سر کے ہی پر رعب اسیا یہ کہتے
کیسی پرواز ہے بیاں ہوش اوڑے جاتے ہیں

ہاں نکیرین! دکھاؤ تو وہ پیاری صورت
اوٹھکے ہم قبر میں قربان ہوئے جاتے ہیں

زندگی باقی ہیں - مر جاتے ہیں جو طیبہ میں
جیتے رہ جاتے ہیں جو ہند میں - مر جاتے ہیں

سب خیالات ہیں ٹوٹے ہوئے تھیں جلوہ فروز
رات دن جتنے مرے دل میں خیال آتے ہیں

کب نظر آئیں وہ کب آئے نصو اون کا
دیدہ و دل میں یہی خواب و خیال آتے ہیں

یاد فرماتے نہیں ہم کو - حرم کے مالک
حرم پاک کے جلوے ہمیں یاد آتے ہیں

گور میں کوئی نہ اپنا نہ پرایا ہوگا
بیکسی! ایک تجھے ساتھ لیے جاتے ہیں

دل کے آئینے میں بھی آ کے نہیں اون کو قرار
صورت عکس ادھر آتے ادھر جاتے ہیں

میں ہوں بے تاب و تواں، اون کی ادا ہے گراں
کوہ کو ایک پر کاہ سے اوٹھواتے ہیں

بے کہے جن کو ہے سننے کے برابر حافظ
وہ سنیں یا نہ سنیں ہم تو کہے جاتے ہیں

اس شکایت کے سوا ہجر میں کچھ کام نہیں
شام کی صبح نہیں - صبح جو ہو شام نہیں

خاک پتھر نہیں وہ دل نہیں تو جس دل میں
کیا نگینہ ہے - اگر نقش ترا نام نہیں

نہ وہ مسلک وہ عقیدہ - نہ وہ زہد و تقوے
اب وہ اگلے سے مسلمان وہ اسلام نہیں

شام وہ یار نہیں کبھی ہم تو نہ پہنچے جاتے
کیا تعلق ہم کو - وہ دربار اگر عام نہیں

بوسہ در کی طلب شوق جبیں سائی کا
ہوس پختہ ہے یہ مجھکو - طمع خام نہیں

خود سمجھ لو ہی اونھیں آئینہ ہمارا احوال
یہ کوئی وحی منزل نہیں - الہام نہیں

عرض کر - ہو کے زمیں بوس، صبا! اون سے پیام
یہ وکالت ہی - کوئی بوسہ یہ پیغام نہیں

آپ ہیں قبلۂ دل - طائر دل قبلہ نما
اس کی تقدیر میں راحت نہیں آرام نہیں

اے صبا! خیر سے بھاری ہی تجھے ایک سلام
کوئی دفتر نہیں - نامہ نہیں پیغام نہیں

اب تو پردے سے خدا را نکل آؤ باہر
آپ ہیں اب تو یہ مشتاق - یہ ناکام نہیں

سر اوٹھانے کی بھی ہم کو نہیں فرصت حافظ
شاعری کام ہی اون کا جنھیں کچھ کام نہیں

نظر آجائیں وہ بے پردہ - یہ منظور نہیں
کہ وہ پردے میں بھی مخفی نہیں مستور نہیں

شمع ہو سے آدمی کو نہیں کوئی - ورنہ
لن ترانی نہیں - یا برق نہیں - طور نہیں

روزنِ دل سے نظر آئیگا وہ پردہ نشیں
آنکھ سے دور سہی - دل سے تو کچھ دور نہیں

اپنے نزدیک فلک دور بہت ہی اے آہ
تو یہ کہدے - مرے نزدیک تو کچھ دور نہیں

حسن کا ہی یہ تقاضا - چھپے بیٹھے رہیے
عشق چھپ جائے چھپانے سے - یہ دستور نہیں

دل سے دھڑکا ہی کہ اب آتی ہی اب شام فراق
جس بلا کا مجھے ڈر ہی وہ بلا دور نہیں

چرخ بھی دور ہی - میں ضعف سے مجبور بھی ہوں
چرخ تک آہ پہنچ جائے تو کچھ دور نہیں

اپنے ہی درد کو بیدرد سمجھتے ہیں درد
اور کے درد کا ہو درد - یہ دستور نہیں

انہیں دیکھکے ہم کو - کہینگی وہ حشر
حسرت اونس پر ہے - اس امت میں جو محشور نہیں

حشر میں نشر میں رسول کی شفاعت حق ہے
نہ ہو نافذ - یہ وہ فرمان - وہ منشور نہیں

جس سے ہو جاتی ہے صحت - وہیں آزار ہے اوسے
درد کی تیرے دوا کچھ دل رنجور نہیں

نہ ہو قسمت سے مرا کام - یہ ہمت ہے - مگر
سعی احباب کی - ماجور کہ مشکور نہیں

مجھکو ہونے نہیں دیتے وہ خدا سے رنجہ
اوس کو رکھتے ہیں وہ معذور جو معذور نہیں

زخم دل کیلیے ہو مشک - نمک - یا الماس
بھر سکے اور دوا سے - یہ وہ ناسور نہیں

کیا عجب ہے کہ ہوں میں مغفرت رب ہو نصیب
زخم جو سینے کا پورا ہو - یہ دستور نہیں

عاشق اک پردہ نشیں کے کہینگے دم حشر
ہم نہیں چاہتے وہ حور جو مستور نہیں

وہ نشیں پہر وہ چلا - مر کے گیسو یار گناہ
پوچھ مرنے کا اوٹھا - لیکے کوئی منظور نہیں

مالی پیر ہو غفلت بھی - خودی بھی حافظ
ابھی اوٹھ جائیں یہ پردے تو وہ کچھ دور نہیں

عیب ہے ذکر غلاموں کا شب و روز جہاں
حافظ بے سر و پا کا کوئی مذکور نہیں

نظم جو انجمن راعیان میں پڑھی گئی موسوم باسم تاریخی "فوری نظم نسیم" ١٣٣٥ھ

ہے آمد آمد فصل بہار نو آئیں
ہے فروری کے مہینے میں ماہ فروردیں

سنا ہے خبر یہ کہ اور سے بہشت آتا ہے
ہر ایک کو نظر آئیگا اب تو فرش زمیں

مشامِ جاں کو معطر بنائینگے آکر ۔ پرے سے جمائینگے ریحان و سنبل یہیں

لدی پھندی ہوی پھولوں کے گہنے سے شاخیں ۔ جھکینگی شکر کے سجدے کو - ہونگی سر بزمیں

ہے سیرگاہِ بہار ایک ایک خانۂ چشم ۔ اسی سبب سے ہیں مردم وہاں سواد گزیں

شمیم پوچھتی آئی ہے بو سے گل کا سراغ ۔ نسیم کہتی ہے کلیاں کھلاؤنگی میں یہیں

چہل پہل ہے یہ کیوں؟ اس لیے کہ پہلی بار ۔ ہے پہلی جمعیت کا سالانہ جلسہ راعیں

ہے مرکز انجمن راعیانِ ہند فقط ۔ ہیں جتنی انجمنیں اور - اسکی شاخیں ہیں

ہے ایک شاخ انھیں شاخوں میں جمعیت پہلی کی شاخ ۔ یہ پہلا قدم دکھایوں کے اوس میں پائیں

گذشتہ سال ہوا افتتاح کا جلسہ ۔ یہ پہلی سال گرہ کی ہے مجلس رنگیں

ترقیاں اسے دن دونی رات چوگنی ہوں ۔ ملے ترقی دنیا - ملے ترقی دیں

جو حق پرست - حق اندیش - نام عبدالحق ۔ ہے پہلی جمعیت میں مدت سے بود و باش گزیں

ہوا ہے آج اوسی کے مکان پر جلسہ ۔ یہ وسعت اور یہ ہمت نہ ہے مکان مکیں

درستی ایسی مصفا سجاوٹ ایسی درست ۔ کہ فرش پر کہیں چین و شکن کا نام نہیں

ہوئی ہے آئینہ بندی کچھ ایسی حیرت خیز ۔ ہر آئینہ ہے خود اک آئینہ دم تزئیں

گل ایسے کترے کہ پھولوں کے بھی کتر لیے کان ۔ پروئے ہار تو کلیاں بھی شرم سے سمٹیں

چھپا لیے چاندنی آکر قمر تو کچھ نہیں دور ۔ ہیں لٹکے جھاڑ ثریا تو کچھ بعید نہیں

یہ شامیانہ ہے وسعاں فلک تہ افلاک
کہ دھوپ کی کبھی پڑنے نہ پائے پرچھائیں

یہ دیکھ دیکھ کے کہتی ہے قسمت بیدار
کہ ایسی بزم کبھی خواب میں بھی دیکھی نہیں

بنا تھا جھونپڑے سے ہیں یکے خواب محلوں کا
فقیر خانے میں دیکھی ہے آج شاہ نشین

سجی ہے یوں تو بڑی دھوم دھام سے مجلس
ہے دیدنی کہ ہے کون انجمن کا صدر نشین

وہ راعیوں کا ہے شیرازہ بند خیر اندیش
وہ فخر قوم - وہ سرتاج عزت و تمکین

وہ جسکا خان بہادر سی - آئی - ای ہے خطاب
وہ والیسرائے کی کونسل کا ایک رکن رکین

وہ آنریبل دی بیرسٹر ایٹ لا - لیڈر
ہے جسکا نام محمد شفیع نقش نگین

جو گھر سے چل کے بزرگان قوم آئے ہیں
چلے ہی آئے ہیں یلغار - دم لیا نہ کہیں

سب اپنی قوم کے ہمدرد ہیں فدائی ہیں
سبھی ہیں انجمن مرکزی کے رکن معین

لگے چنے ہوئے ہیں سب بزرگ بحر ہم
کہوں میں بحر کہ بحر ہم کے در ثمین

تھی ہماری بھی قسمت کہاں - کہاں یہ بزرگ
کیا یہ منتہ احسان کہ تاب شکر نہیں

ہیں یوں تو آدم و حوا کی سب بشر اولاد
صریح نص ہے کسیکو مجال شک کی نہیں

غرض شعوب و قبائل سے اک تعارف ہے
مگر جو ان میں ہے اتقٰی وہی ہے اکرم ہیں

دعاؤں میں ہے طلب حسن دین و دنیا کی
جنہیں سمجھتے ہو دنیا وہی ہے مزرع دیں

ہے کام کی وہی دنیا - رہے جو دین کے ساتھ
بغیر دین کے دنیا ہوئی تو خاک نہیں

حساب دین کا دنیا سے لیکے جاؤ صاف	حساب کے لیے رکھا گیا ہی [illegible]
ہنر سے مال کرو جمع - ہو جو وجہ حلال	امیر حضرت عثمانؓ ۔ ابن عوف نہیں
زکوۃ و حج ہیں فقط فرض مستطیعوں پر	یہ ہی کریم کی نعمت ہے یہ [illegible]
لگا ہوا ہے ترقی کے بام کا زینہ	کمر تو باندھو قدم تو اٹھا کے رکھو کہیں
خدا کا نام لو ہمت سے کام لو - یارو	پہنچ ہی جاؤ گے اک روز تا سپہر بریں
قبائل اور بھی ہوں متفق یوہیں ای کاش	یہ راہ خوب نکالی ہے تم نے [illegible]
ہم آج اک سخن شیخ سعدی شیراز	سناتے ہیں بلباس لطیفہ رنگیں
کسیکہ در پی راحت نرفت اوگم شد	پسیں کو چاہیے - دل سے ہو پیرو پیشیں
خموش حافظ شیراز یاد کر "محروش"	خموش حافظ ہندی تمہارے گوشہ نشیں
بس ایک شعر کہ مطلع بھی ہو وہ مقطع بھی	سنا دیے اور - مگر ہو نہ طالب تحسین

فلک بکام محمد شفیع و تاج الدین

دعا ز حافظ از جملہ اہل بزم آمین

اتنی اجازت دیں اگر ارکان و صدر انجمن	اک الکن کج مج زباں ہو انجمن میں حرف زن
نام خدا ہے راجپوتوں کی قوم کیسی با وقار	اینک حدیث زندہ گویم - مردہ در گور و کفن
ہیں شیخ ہمارے زندگی میں کس قدر افراد قوم	کیسے اصحاب مراتب - کیسے ارباب فطن

[illegible]

خانِ بہادر آنریبل شاہ دنیا شاہِ دیب — سر تاج قوم راعیاں - فخرِ زماں - فخرِ وطن
پنجاب میں ہی چیف کورٹ اوس کے یہی ہیں چیف جج — اون کا میاں صاحب لقب - اون کا ادب فرضِ وطن
خانِ بہادر آنریبل ہیں محمد باشفیع — سی آئی ای - بیرسٹروں میں منتخب و ممتاز فن
خانِ بہادر بیرسٹری شیخ مولا بخش نام — سردار حاجی نور محمد خاں - خان بہادر ذوالمنن
اون چار رکنوں کے سوا ایک اور رکن ہو پانچواں — سرخیل - تاج القوم - تاج الدین ملک - ہی ذو فطن
وہ چار اک یہ پانچواں - پانچوں ہیں سنی بیگیاں — وہ چار اک یہ پانچواں - ہیں چار یاری پنج تن
یہ پانچ - پانچوں رکن دیکھی دل سے یکے معتقد — یہ پانچ خود رکنِ رکیں - روحِ روانِ انجمن
یوں متفق ہیں یہ نظر - یوں متحد نام خدا — اک ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہیں جیسے یک جاں پنج تن
ان پانچوں کے حق میں گدا کی پنج وقتی ہے دعا — ان پانچ کے سر پر ہوں یارب سایہ افگن پنجتن
اس ذیل میں ہیں بیرسٹر و تاجر رئیس و ذیلدار — گنتی سے باہر ہیں زمیندار اور لاکھوں اہلِ فن
ذاتی لیاقت والے بھی اللہ جانے کتنے ہیں — قاضی ہے اک شیخ محمد ماہر ہر علم و فن
یہ ایک شیخ بھی قوم کا ہے نیک بھائی قوم کا — ہر دم ہے ساعی قوم کا - پیدا نہاں - سر و علن
بستی کی بستی ہے بسی کسکی بسی کی کیوں بسی — ہندوستاں کے راعیوں کی مرکزی ہے انجمن
تعلیم - اصلاحِ رسوم - آپس میں صلح و اتفاق — ٹھہرے ہیں اصلِ غایت و اصلِ اصولِ انجمن
ہے انجمن مہماں کسکی کون اوس کا میزباں — حافظ حلیم محترم - حاتم کرم - سب سے رئیسِ وطن

کوٹھی اڑھائی لاکھ کی جس نے بنائی خاص تھی
تا چرخ روشن کر دیا نام خدا نام وطن

جلسے میں کیا کیا ٹھاٹھ ہیں تفصیل اوس کی کیا کروں
مجھکو مجال اتنی نہیں جو لکھ سکوں کچھ تجملا

کیسے معزز نامور۔ کیسے اکابر قوم کے
تکلیف فرما کر ہوئے رونق فزائے انجمن

بالاتریں جا سے قیام۔ اعلیٰ تریں کھانے وطعام
مہماں نوازی کی صفت لکھوں کہاں تک من وعن

اے راعیو! تم کو مبارک ہو یہ جلسہ کامیاب
صد آفریں اے داعی حامی میزبان انجمن

آنکھوں کے دل سے پوچھیے۔ آنکھوں سے دل کی پوچھیے
جو دیکھنے میں آئے ہیں منظر طفیل انجمن

خاموش حافظ اب کہیں اوکتا نہ جائیں سامعیں
طول سخن اچھا نہیں۔ ختم سخن کر لے سخن

ہے خامشی قفل دہن تازہ ہو کیا ذکر سخن
گویا کہ شرمائی ہوئی بیٹھی ہے اک شب کی دلھن

آئے تھے جب دنیا میں ہم لائے تھے تن بے پیرہن
جائینگے جب دنیا سے ہم لے جائینگے بیجاں بدن

لیکر گرہ میں نقد جاں ہم آئے ہیں بازار کو
بازار سے لے جائینگے دس پانچ گز اجلا کفن

اپنوں سے دھوکا کھائینگے ہم پال کر پچھتائینگے
اعدا سے جاں ہو جائینگے روز جزا اعضائے تن

جنت ہو دنیا جس کو ہو زنداں ہے مومن کے لیے
آیا کھٹکنے زندگی بھر یوسف جاں قید تن

دنیا بھی ہے۔ عقبیٰ بھی ہے۔ چاہو جسے کر لو پسند
کل لے عدد میں باغ عدن آج اک عدد باغ عدن

دردِ دہانِ زخم کا شکوہ کروں تو کیا گلہ
شکوہ کوئی مرہم نہیں جس سے بھرے زخم دہن

ہر دم ہو پاس انفاس کا ہر دم ہے آخر دم ترا
ہر دم کا آنا اور جانا ہے یہی آواگون

انجام سے ہو بے خبر ابتدا پا پر اوچھل کو دانش
بھولو گے اک دن چوکڑی ہو جائیگا نشہ ہرن

توبہ نہ توڑو عمر بھر توبہ کرو توبہ کرو
توبہ کے بدلے توڑ ڈالو ساغر توبہ شکن

پوچھو تو عقل و ہوش سے دونوں میں بہتر کون ہے
وہ ساغر توبہ شکن یا توبہ ساغر شکن

دیکھو نہ دور چرخ سے ہمت ذرا رکھو بلند
چرخ اک بنا ڈالو نیا یارو نہ چرخ کہن

جب تک قلم ہو اپنے ہاتھ تب تک قلم بھی ہو ساتھ
شمشیر زن چھین لو شمشیر تو رہ جائے زن

اب اعتبار کا اعتبار اب قوم کے افراد ہیں
اپنے بیگانوں میں ہے کیا، یا پھوٹ یا بیگانہ پن

پیر کہن کی پند سے کیوں بھاگتے ہیں نوجواں
رہنا ہے زیر چرخ یعنی سایۂ پیر کہن

اور ان کا نکھار ہے اور ان کا سنگھار ہے اپنی ادا پر جو نثار
سر تا بپا آئینہ ساں محو جمال خویشتن

اٹکھیلیوں سے کام ہیں فتنوں کو ٹھکراتے چلیں
بد مستیوں کی چال نے سیکھا قیامت کا چلن

منڈوا کے داڑھی یوں کہیں یہ تو نکل آئی بلا
دنیا میں ننگے آئے تھے اب کیوں ہے تن پر پیرہن

جو شعر ہے کی گفتار خاص وہ نا ملائم دلخراش
پتھر سا مارا کھینچ کر جو بات کی وہ دلشکن

جب نام لے نار کا کہہ دیں کہ جائے بھاڑ میں
جب ذکر سن لیں قبر کا فرمائیں خاک در دہن

سیکھے اسیر چند نے فضول طبلہ بجانے کے اصول
اڑنے لگے اونچے ہوئے خود ہو گئے گویا پرن

شاعر تمام رات دن ڈوبے ہیں جن کی فکر میں
اندھا کنواں خسپوش ہے پیارا لقب چاہ ذقن

ہستی ہر اک انسان کی ٹھہری ہیاں دو قدم
ان شاعروں کے دو عدم اک ہے کمر اک ہے دہن

وقت یہ ہے کھلتا نہیں اک عقدہ موئے کمر
مشکل یہ ہے ہوتا نہیں حل اک معمائے دہن

اون کا نگار ناز نہیں سختی کشی کوہ سر پہ
بیٹھے اوٹھے کیا لیے کمر باتیں کرے کیا لیے دہن

یارو! بنو یوں دستکار دست بکار و دل بیار
یعنی سفر اندر وطن خلوت دروں انجمن

گھر بیٹھے نیکی کیجیے - گھر کے کوئیں میں ڈالیے
ملک سلیماں چاہیے حب الوطن - حب الوطن

باہم کرو یوں اتفاق آنے نہ پائے درمیاں
لا و نعم - لم او لن - حرف من و تو - ما و من

دل میں اگر پڑ جائے بال، چلنا تو کیا جینا محال
اک اتفاق اک انجمن دو تن ہیں گویا جان و تن

بچے جو پیچھے تم بھی بیٹھ رہو تو لے ہی اون کا سر کھاد
نکلیگا اک دن ان بیتوں میں کوئی دُرِ عدن

رکھ دو شاد و بامراد رکھے دعا میں مجھکو یاد
نام و تخلص ہے مرا حافظ خلیل الدین حسن

اہل سخن کو یاد ہے پتھر کی یہ لکیر
دل بھی سخن پذیر سخن بھی ہو دل پذیر

دو مسلم اجنبی ہی سہی دو ملکوں میں یکجان و دو تن
کانٹا کسی گل کا کہیں کھٹکے نہ دل میں آنکھ میں
سورت تمہارے کون تھے کیسے تھے کچھ معلوم ہے

تازی ہو یا فارسی سب سے کہے چیدہ و ما و من
لایا ہوں گلدستہ بنا کر میں برائے انجمن
اہل خرد - اہل ہنر - اہل کمالات - اہل فن

تحریر پیر تھا وہ اثر جس سے لگے چھپکر کو جو اکسا
تھا مسدود ہ پختہ تو کا تھا یا نیزۂ خارا شکن

تھی سب چمکی کو لگا کیا جھنمل کے تھے گل لنکے بھی
یا پڑ کے فرش خاک پر سوتے ہو تم ننگے بدن

روشن تھے لاکھوں شمع دان جو انجمن میں آپ تھا
انگشت حیرت در دہاں ہے انجمن کی انجمن

ایسے اٹھے جب سو گئے شعر سے مفلس ہو گئے
دیکھو تو آنکھیں کھول کر کیا ہو گئے تم دفعۃً

جو کچھ پچھاڑ گھر میں تھا خفل و غیرہ سب کھو دیا
لڑکے تمہارے باپ کا کھاتے ہیں اپنا وطن

کیسی مخالف تھی ہوا کس زور کا اندھڑ چلا
پھولوں کی خوشبو کی طرح سب اڑ گیا رنگ چمن

پھولوں میں پھل ایسے پڑے کانٹے ہی کانٹے بچ گئے
یا ہے خزاں اندر خزاں یا تھا چمن اندر چمن

ہم تو ملے تھے پیشتر قاق کر لیں جو باہم اتفاق
اک ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہو جائیں گی کہ کرشتہ زن

وہ سلطنت ہے آج کل خود ہی شریک اتحاد
قائم ہوئی جسکے عہد میں یہ اتحادی انجمن

ہر اینچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست
مصداق اسکی ہے ہماری اتحادی انجمن

کتنوں کو ہے دلبستگی کتنوں کو خالی دل لگی
کتنوں کے دل کو ہے لگی کتنے ہیں رکن انجمن

ہم کو تو آتے ہیں نظر دو آنکھوں دو ہی بشر
اک مدرسے کا منتظم اک ہے دبیر انجمن

ہے مدرسے کی زیب و زین حافظ کریم الدین ہیں
اور ساتھ ہے نوجواں پیارا دبیر انجمن

آرے دو دل گر یک شود خود بشکند یک کوہ را
کتا ہے سر آدرد ن ہو سکا ہے کو ہو پھر کوہکن

پیسہ علم اسکول آپکا ننگا ہے بچوں کا بے نوا
لقمہ کا تشنہ تکتا دہن ہے جی کو لپٹا یا بدن

اب تک لگا تھا آسرا تکتا تھا منہ ہر ایک کا — تنخواہ سے کچھ گھٹتا نہ تھا تھی خامشی قفل دہن

آخر کساں تا خامشی کچھ انتہا بھی ضبط کی — اب جان تک آ پہنچی ہے اب ہو گیا جینا کٹھن

ہر کس کہ دست از جاں بشوید گوید ہر چہ اش در دل بود — تنگ آکے وہ بھی کہہ اٹھے یوں شکوۂ رنج و حزن

استادوں کی تنخواہ بھی جو ہے مقرر واجبی — رہ جاتی ہے واجب چڑھی [illegible]

قائم کیے کی شرم بھی آتی نہیں اب قوم کو — تیری دہائی انجمن! تیری دہائی انجمن!!

اک دن تو آ اِدھر اُدھر دیکھو تو آ کر اک نظر — کیسا [illegible]

ہے حفظ دنیا حفظ دیں سیکھا ہیں عقبیٰ و ثواب — [illegible]

دیکھ کر بھولوں کو دم — دیکھ امیروں کو کرم — کر دیتے اس امت کو [illegible]

بچوں کو یوں تعلیم ہو — افہام ہو تفہیم ہو — تحقیق سے تدقیق سے لیں کام استاد [illegible]

الفاظ ہیں ایسے بہت — ملتے ہیں جن کے مختلف — مستعمل ان کو کریں [illegible]

تفصیل ہوتی دلنشیں — اف حافظہ اتنا نہیں — ہاں اک نمونہ ہے یہیں حاضر حضور انجمن

حمل و حمل حمل و حمل — نل و نل شغل و شغل — شغل و شغل [illegible]

اثر و اثر — حجر و حجر — سحر و سحر — ستر و ستر — عشر و عشر — [illegible] — قدر و قدر — قرن و قرن

حدث و حدث — ثلث و ثلث — طلع و طلع — ظلم و ظلم — عوض و عوض — قصب و قصب — خلق و خلق — [illegible]

نقص و نقص — فرق و فرق — فرع و فرع — طبق و طبق — سلف و سلف — طرف و طرف — حرف و حرف — [illegible]

حق و حق - حق و حق - غرق و غرق - غرق و غرق
حافظ خدا ہے پاک سے - جو مانگنا ہو مانگ لیے
ہوئے انہی رحمت اگر اونے شرف بخشی کرے

تجل و تجل - اجل و اجل - کفل و کفل - تمن و تمن
آمین ہر بھائی کہے - جو ہی شریک انجمن
ہو جائے کل دار الشرف جو آج ہی بیت الحزن

اے خالق خیر الامم کچھ تا بکجا دم بدم
دگنی بڑھے گھما گھم - تگنا فروغ انجمن

ادنی گناہ کی خاک ہو۔ ہو خاکسار ہو
جینے سے اسکو موت نہ کیوں ہو سوا عزیز
بسمل بنا ہوا ہوں تڑپنے کے واسطے
ظلمت نظر نہ آئے ہمارے گناہ کی
کیوں دل میں چھپ نہ جاوے آنکھوں میں کتب جا
نیکی بدی کرے تو کہاں چھپکے وہ غریب
یارب نہ رکھ روا کہ وہ پیارا ترا حبیب
شرم گناہ مجھکو ہے - ناز عمل تجھے
جینا بڑا وبال ہے - مرنا وصال ہے
چمکا وہ دیکھ مدرسے کا قبہ ہرا ہرا

آوارہ کو بکو نہ یہ مشت غبار ہو
مرنے سے بڑھکے زیست جسے ناگوار ہو
جی کو قرار آئے جو دل بیقرار ہو
اتنا تو ابر رحمت پروردگار ہو
ٹوٹا ہوا عرب کا جو ٹکڑوں میں تار ہو
اک اک فرشتہ جسکے یمین و یسار ہو
امت کی مغفرت کے لیے اشکبار ہو
زاہد! خدا کرے کبھی تو شرمسار ہو
مر جائیں ہم - کسی کو اگر اعتبار ہو
اب تو نہ بیقرار دل بیقرار ہو

حافظ نہ آہ کھینچ اپنا سے درد سے
نازک مزاج ہیں - انھیں یہ بھی گراں بار ہو

دن بھر دعائے خیر ہو شب بھر قیام ہو
اللہ - میرے واسطے یہ اہتمام ہو

فانی بقا - فنا ہو - بقا سے دوام ہو
سیر و سلوک جلد الٰہی تمام ہو

جلوے سے کام ہے یہیں - کوئی مقام ہو
جلوہ ہو - طور پر ہو کہ بالا سے بام ہو

سوز و گدازِ شمع کا قصہ دراز ہے
ممکن نہیں کہ جلد سے پہلے تمام ہو

ہاں شیخ جی! اب سے کرو منع میکشی
لیکن جب تشنہ لب یہ حرام ہو

کیونکر بھرے دل نہ آہ و دمِ واپسیں کے ساتھ
جو شوق دیر سے دل میں رہا وہ ناتمام ہو

میں تیرہ بخت ہوں - یہ لکھا ہے نصیب میں
مر مر کے ہو صبح تو رو رو کے شام ہو

جینا یہ نام کا ہے - مرے جی سے جیتے ہیں
ہے لطف جب کہ جیتے ہوں - مرنے کا نام ہو

کتنا چلا چمن میں کسی کا خرامِ ناز
چل دیکھے وہ شجر جو شاخوش خرام ہو

مجبور کو رہا ہی رونا تمام عمر
اللہ! میں تمام ہوں - یا غم تمام ہو

ہم غم کو - روز کھاتے ہیں غم ہم کو دیکھے
اب پہلے - ہم تمام ہوں - یا غم تمام ہو

رشتہ بھی رہ گیا تھا - بڑھاپے کے واسطے
جب خود ہی زندگی کا چھلکتا ہوا جام ہو

مطلوب تیرگی ہے - ڈھونڈ لکا کہ چھٹیا
ہیں مجھکو دونوں ایک - سحر ہو کہ شام ہو

باب السلام پر میں جھکا دوں سرِ نیاز
آگے قدم بڑھے تو وہ دارالسلام ہو

سرکار پردہ پوش ہیں - میں بے نوا گدا
اک فردِ خاص کے لیے دربارِ عام ہو

بیتاب کیوں پھرے سگِ دنیا فراق میں
دل میں حریمِ پاک کا جب احترام ہو

کر دیں شراب ترک - تو کیا پیکے پھر جئیں
مشرب شرابیوں کا جو شربِ مدام ہو

کیا صبح کی نوید ہو - کیا شام کی خوشی
رو رو کے ہو صباح - تو مر مر کے شام ہو

شادی کہاں کہ گریہ شادی کی نوبت آسے
جی بھر کے روئیں ہم جو خوشی کا مقام ہو

مینا سے دل تو ایک ہی - آنکھوں کے جام دو
شاید لہو - نچوڑ لے سے ایک جام ہو

آنے ہی مست ہو گئے - ہم اک نگاہ سے
اب ہم کو کیا - جو بزم میں بھی دورِ جام کا ہو

کاٹی ہی رات کیسی مصیبت سے الاماں
اللہ ہی جو روزِ مصیبت کی شام ہو

گزری ہی خوب عمر تو ساری طفیلِ عشق
خوبی ہی جب کہ حسن کے ساتھ اختتام ہو

دیکھا ہی کوئی آپ نے ای حضرتِ مسیح
باتوں میں شربتِ مسیحی الغنام ہو

سر پہ سفر سوار ہی دنیا ہی اک سرا
ہی صبح کو پچ - رات جہاں بھی قیام ہو

کیونکر ہو روزِ حشر ہماری پہنچ - اگر
ہو لے کے ارد گرد بڑا ازدحام ہو

آتش بقرار دل کہ چھپایا نہ جاسے شوق
پھر سترا وس پہ - ادب کا مقام ہو

لے لے قبول حافظِ فانی کی یہ دعا
احسن ہو یارب اور بقا سے دوام ہو

مجھے اور آستانِ پاک پر سجدہ میسّر ہو — مری ناپاک پیشانی کا یارب یہ مقدر ہو
نہ ہو اک اوس در کی سر پہ ہو نہ سر اوس سنگ در پر ہو — تو اوس بیچارے دیوانے کو صحت خاک پتھر ہو
ان آنکھوں کو نظارہ بابِ رحمت کا میسّر ہو — یہ دونوں کھڑکیاں ہوں اور اک جنت کا در ہو
مرے دل میں ترا گھر ہے مگر اس سے یہ بہتر ہو — ترے گھر میں مرا دل ہو ترے دل میں مرا گھر ہو
گھٹا چھائی ہے رحمت کی - خزاں نے بستر اباندھا — بہار آئی ہے اے پیر مغاں ا پھر دور ساغر ہو
شراب روح پرور ہو مرے دل کے پیالے میں — مرے دل کے پیالے میں شراب روح پرور ہو
خدا ہی ہے کہیں اب بھی بچوں - میری وہ صورت ہے — ہزار دل پہ چھریاں ہوں - اکیلی جان مضطر ہو
دلِ عاشق تو اک شیشہ ہے پھر شیشے کی ہستی کیا — وہ کیا ثابت رہے پہلو میں جو ہر وقت مضطر ہو
وہ کیونکر چل سکے گھر سے - وہ کیونکر جا سکے رونق تک — نہ جسکے ہاتھ میں زر ہو - نہ جسکے بال میں پر ہو
مجھے رکھ دور - یا نزدیک - جو تجھکو پسند آئے — مرے نزدیک بہتر ہو - ترے نزدیک بہتر ہو
فنا بعد بقا کیا ہے - یہی ہستی کا مٹ جانا — بقا بعد فنا کہتے ہیں اوسکو جو نہ ہوکر ہو
وہ دیوانہ نہیں - وحشی ہے جو گھر سے نکل بھاگے — وہ دیوانہ ہے عاقل - شرع کی حد سے جو باہر ہو
وہی چکر وہی گردش - وہی وحشت وہی سودا — برابر اون کے شیدائی کو ہے - گھر ہو کہ باہر ہو
وہ کہتے ہیں کہ محشر سے نکل تو آئیں ہم لیکن — قیامت ہے - اگر محشر سے پہلے اور محشر ہو
نہیں کھلتے وہ - جب تک ہو نہ جانے کوئی متوالا — نہیں ملتے وہ - جب تک آپ سے کوئی نہ باہر ہو

قدیر و قادر اے اللہ تو ہے مقتدر تو ہے
دکھا دے شان قدرت کی کہ یہ مفلس تونگر ہو

یہ حسن قادری کی دیکھ لو زندہ کرامت ہے
کہ مجھ سا مردہ دل افسردہ دل یوں ہیچ گستر ہو

فنا ہو کر فنا سے پیشتر سے جاؤں میں ایسا
فنا ہو ۔ یا بقا ہو ۔ کوئی ہو ۔ مجھکو برابر ہو

تسلی شکوہ تھی ماجد میاں کو ورنہ اے حافظ
اب اس قابل کہاں تو جو شریک بزم انور ہو

آج کھلنے کو ہے بعد رمضاں میخانہ
پھر وہی دور چلے اور وہی پیمانہ

چھل گئی کس کی نگہ جب کہ چھلکا مجھکو
بے پیے مست ہوں ۔ صورت ہی مری مستانہ

کہہ دو زاہد دل سے کہ پھر یاد ہے بادہ کی آ لی
اینڈتی جھومتی اتراتی ہوئی مستانہ

عام ہے فیض ۔ کسی وقت کسی پر نہیں بند
بیر ہے ساقی کا ہو دن رات کھلا میخانہ

لعل گودڑ کا بنے جوہر ایماں میرا
دل بنے تقوے سے ہو گو رہے رندانہ

شمع تجھ پر ہو تصدق میں تصدق اس پہ
شمع پروانہ بنے ۔ شمع کا میں پروانہ

جب سے اپنا مرے مولیٰ نے بنایا مجھکو
اپنے سب اپنے بیگانوں کا ہوں میں بیگانہ

ہے مزہ ۔ چھیڑ چلی جائے خرد والوں سے
مجھکو دیوانہ وہ سمجھیں تو میں اونکو دیوانہ

اصل منزل تو عدم کی ہے پرائی بستی
راستے میں نہیں دنیا ہے مسافر خانہ

لیے پھرتی ہے مجھے رزق مقدر کی تلاش
ڈھونڈتا ہے مجھے تقدیر کا دانہ دانہ

ہیں ترے عشق کا دعوے بھی نہیں کر سکتا
تو ہے معشوق کہ ادائیں تری معشوقانہ

بات عجیب ہے کہ رہ و رسم رہے پوشیدہ
دل عزاخانہ ہو، دل میں ہو [illegible] خانہ

اب تو چپ لکھوں کے بھی کچھ نہیں رہا بھی نہیں
کہیں لبریز نہ ہو جائے مرا پیمانہ

اب تو اشعار بھی کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے
عشق کا راز نہ ہو جائے کہیں افسانہ

خود فراموش بنا دیگی مجھے موت کی نیند
یاد رہ جائیگا دنیا کو مرا افسانہ

مجھکو اللہ جو پوچھے تو یہ کہدیں سرکار
جانتا ہوں میں اسے - یہ ہے مرا دیوانہ

ایک شمع وفا کو بھی ہو لینے دو حضور مولے
لاکھوں پروانوں میں ایک اور سہی پروانہ

[illegible] نصیب میں شان اسریٰ [illegible]
فنا ہے ہوئی - ظہور ہوئی - مصطفیٰ ہوئی

وہ اور خوش نصیب ہیں جن کو شفا ہوئی
بیمار غم کو زہر ہوئی جو دوا ہوئی

پیری سے پوچھتا ہوں جوانی کو دیکھی یوں
کیوں شمع غم! وہ میری شب عیش کیا ہوئی

پہلے در حضور کا سجدہ تھا شکر کا
بیٹھے اور اٹھے - نماز تحیت ادا ہوئی

باتیں بتوں کی سنتے تھے آ گئے نزع
اب منھ سے بولنے کی نہیں بات کیا ہوئی

ایسے موت مر گیا ہوں کہ تھا درد لا دوا
فریاد اونکی موت سے جنکی دوا ہوئی

دل کو سنبھالئے کہ جگر کو سنبھالیئے
زلف دوتا سنورتے ہی دونوں کی بلا ہوئی

ہے حسن پاک صاف ۔ چلو فیصلہ ہوا
اک نامراد عشق کے سر سب خطا ہوئی

دیکھا جو حسن کو ۔ یہ سبھی عشق کا قصور
پردے سے تاک جھانک ۔ یہ کس کی خطا ہوئی

ٹوٹا تو پھوٹے منہ سے نہ کی دل نے آہ بھی
آخر جو ٹوٹنے کی صدا تھی وہ کیا ہوئی

مشکل کشا تو دست خدا ہے قدیم ہیں
مشکل کشا کی یاد بھی مشکل کشا ہوئی

ردے سے نبی سے اوٹھ نہ سکا گوشہ ردا
مشکل نئی یہ اور صبا ! رونما ہوئی

مل جائیگی مقابل صد داد ایک داد
سنتو میں جو اک طبیعت ، درد آشنا ہوئی

تسکین دیتی ہے تپ فرقت میں آہ سرد
جس وقت مل گئی یہ ٹھنڈائی شفا ہوئی

حافظ وہ فکر شعر کرے جو ہو بے فکر
فکروں میں فکر شعر ہوئی بھی تو کیا ہوئی

مکہ و طیبہ کی منزل چاہیے
قبلۂ جاں ۔ کعبۂ دل چاہیے

قید کچھ دوری حضوری کی نہیں
اک نبی ۔ آل خلوت دل چاہیے

کچھ تو ہو عشق و ہوس میں امتیاز
کچھ تو آخر حد فاصل چاہیے

یہ نہ ہو تو بے نمک ہیں حسن و عشق
کوئی قاتل ۔ کوئی بسمل چاہیے

حق تو حق ۔ باطل ہے باطل حق یہ ہے
امتیاز حق و باطل چاہیے

کر دیا پہلے ہی نذر دلبری
وہ نہ کہنے پائے تجھے دل چاہیے

اک تصور ہے تکلف سے بری — اوسکو خالی خلوت دل چاہیے
دل کو رہتی ہے تمھاری آرزو — تم کو اک بے آرزو دل چاہیے
عشق جس دل میں نہ ہو وہ دل نہیں — جس کو دل کہتے ہیں وہ دل چاہیے
ہم تو مجرم ہیں رہیں روز حساب — اک رحیم - اوروں کو عادل چاہیے

کیا پڑھیں حافظ کلام بے نمک
کچھ تو پاس لطف محفل چاہیے

یا نبی اب نام میرا خانہ ویرانوں میں ہے — میں تو اپنے گھر پڑا ہوں - گھر بیابانوں میں ہے
یا شہنشاہ دو عالم! آپ کے در کا گدا — قیصروں میں تاجداروں میں ہے خاقانوں میں ہے
ترک میں تاتار میں بجتا ہے ڈنکا دین کا — نعرۂ تکبیر کا اک شور افغانوں میں ہے
گو غلاموں میں نکما ہے کوئی ادنےٰ غلام — یہ شرف کیا کم ہے - مولیٰ کے ثنا خوانوں میں ہے
کیا سنا کر خواب شیریں میں خلل ڈالے کوئی — درد و غم کا تلخ افسانہ کن افسانوں میں ہے
دیکھیے کیونکر کھٹکنے پائینگے روضے کے پاس — دیکھنے والوں کا چرچا کچھ نگہبانوں میں ہے
ایک ٹھوکر کی تو وضع سے تو محرومی نہ ہو — جو کوئی دروازے پر آیا ہے مہمانوں میں ہے
جب چلے گھر سے نکلکر منہ کیا سوئے حجاز — اپنی گوں - اپنی غرض کی عقل دیوانوں میں ہے
جسکو ہوگا اوسکو ہوگا کوئی خطرہ - کچھ ہراس — وسعت محشر سے وحشت کے بیابانوں میں ہے

جب تک آزادی تھی — دل کو چین تھا تسکین تھی
اونکی زلفوں میں پھنسا جب سے — پریشانوں میں ہے

انجمن کو کر نہ دے افسردہ دل افسردہ دل
آج سنتے ہیں کہ حافظ بھی غزلخوانوں میں ہے

مسجد کبریا کی بلند ایسی شان ہے
جو مسجد کی زمین ہے وہ آسمان ہے

تیری اداؤں میں ہے قضا بھی حیات بھی
مرنے سے جی چرائے کوئی کسکی جان ہے

کیوں مرنے والے مرنے سے پہلے ہی مر نہ جائیں
حسن ازل میں ایک نئی آن بان ہے

آنکھوں میں تل نہیں یہ ہے عینک جمال کی
پہلو میں دل نہیں - یہ خدا کا مکان ہے

طیبہ کا شوق ہو تو نہیں کوئی روک ٹوک
اب بھی وہی زمین - وہی آسمان ہے

آؤ تو تم کو دیکھ لیں تا قدموں کو چوم لیں
آنکھوں میں بھی ہے جان - لبوں پر بھی جان ہے

روٹھے کو اپنے جی سے بھلاؤں میں کس طرح
دل کو تو ایک دھن ہے وہی ایک دھیان ہے

ویران کر کے دل کو محبت نے یوں کہا
ہو کا مقام کیا ہے یہ - ہو کا مکان ہے

کیا ہو گئی وہ ذکر کی لذت خدا سے روح
سینے آپ دانہ طائر دل بے زبان ہے

دیکھا دو ستون توڑ بیٹھے مگر دکھ نہ جائے دل
روتا یہ ہے کہ درد بھری داستان ہے

اوس درد کی ٹھنڈک چاٹنے کا پڑ گیا مزہ
نیت بھری کی ٹھاک - چٹوری زبان ہے

اک نرم زبان میں کچھ بھرے بیٹھے ہیں شاہان سخت
بتیس دانت اور اکیلی زبان ہے

اللہ کا کلام جو برحق ہے لاکلام
غم نے گھلا دیا ہے یوں - وہ سوکھ کر کمان ہے

اللہ کا پیام نبی کی زبان ہے
اب کیا رہا ہے پوست ہے یا استخوان ہے

حافظ! نبی کے عشق میں لاکھوں ہیں جانثار
لے دیکھ ایک جان کا اس میں زیان ہے

رہِ مولیٰ میں سر جائے تو سر کا بوجھ اتر جائے
جو سر کا بوجھ اتر جائے تو شاید درد سر جائے

فراقِ مصطفیٰ میں اشک ریزی روز کرتا ہوں
پیالہ زیست کا شاید اسی صورت سے بھر جائے

ترے بیمارِ غم کو کچھ ادب کچھ ضعف ہے مانع
نہیں ممکن کہ روضے کی طرف اٹھ کر نظر جائے

مگر اس واسطے دی ہے خدا نے آنکھ زائر کو
مدینے جائے تو رستے پہ اس کو باندھ کر جائے

نظر میں یا رہے گنبد اور ان میں اک شبیہ لشکری ہے
وہ کیا منہ لیکے سوئے روضۂ خیر البشر جائے

ترا زائر تو اک دیوانہ ہے بیخود ہے بیکس ہے
وہ کس سے راہ پوچھے کس طرف دوڑے کدھر جائے

مدینے کی جدائی اور وہ بھی جان کی دشمن
ترے مہجور پر جو کچھ گزرنی ہے گزر جائے

جنوں میں ہیں بلائیں وہ مجھی کو یہ نہ ہو یارب
نہ جاؤں میں مدینے - یہیں سے مرنے کی خبر جائے

فلک سے ہے تمنا جس کا آرزو مند قدمبوسی
وہ فرش خاک جسکے شوق میں جھک کر عرش پر جائے

جھکا قلب رکیں پر نقد دل پر انہ قسمت سے
مختصر لذیذ ہے - دربار مولیٰ میں گزر جائے

نکلنے کو ہے دل سے آرزو کہہ کر خدا حافظ
ہے ڈر حافظ ابدا آرزو کے ساتھ گھر جائے

کوئلے کی قدر کچھ نہیں عنبر کے سامنے
عنبر ہے خاک زلفِ معنبر کے سامنے

اللہ رے کمالِ تصور کہ اپنے گھر
بیٹھا ہوا ہوں روضۂ انور کے سامنے

اُف جبہ سائیِ درِ اقدس کی آرزو
جاتی نہیں ہے پیشِ مقدر کے سامنے

کب دیکھیے نمازِ تحیت نصیب ہو
روضے کے روبرو ترے منبر کے سامنے

اللہ! دل کی غیرت دمِ بوسۂ حجر
شیشے کو لے چلا ہوں میں پتھر کے سامنے

روضے کا حال بادِ صبا نے غضب کیا
جو بے سنے کہدیا دلِ مضطر کے سامنے

ہم کر چکے ہیں درد کے صدمے ہی بارہا
دل تھام کر مقابلے - اُف کر کے سامنے

مجھ روسیہ کا اور ہے کون آپ کے سوا
ہو عذر خواہ داورِ محشر کے سامنے

میں تم سے اور کہوں تو ہو روضے کا سامنا
گاڑیں مجھے تو روضۂ انور کے سامنے

قدِ نبی کی مدح - لبِ پاک کی ثنا
طوبیٰ کے روبرو پڑھوں کوثر کے سامنے

حافظ کو بھیک میں ہو عطا دولتِ غنا
آیا ہے یہ فقیر غنی گر کے سامنے

نبی کے سنگِ در کا شوق مجھ کو لے چلا گھر سے
نہ ٹکرائے دلِ سودا زدہ کا شیشہ پتھر سے

عجب کیا ہے کہ اشنا کام نکلے دیدۂ تر سے
ادھر اشکوں کی بارش ہو ادھر رحمت کا مینہ برسے

تباہی میرے دل کی ہے جدائی سنگِ اسود کی
یہ شیشہ چور ہو جائیگا ٹکرا کر در پتھر سے

جدائی سے ہے گو چھائی ہوئی آنکھوں میں تاریکی
ہمارا دل منور ہے جمال روئے انور سے

نہ ہو جائے کہیں لبریز جام زندگی میرا
الٰہی جلد بھر دے بادۂ عشق پیمبر سے

خدا کے فضل سے جیتا ہے دل نام خدا لیکر
بتوں پر جان مرنے کو وہ دل کافر ہو جو گھر سے

مزے لوٹیں گے نظارے کے یوں بھی دیکھنے والے
سلامت دیدۂ دل کا آپ چھپیے دیدۂ سر سے

نہ نکلو دل کے آئینے سے دیکھو میں یہ ڈرتا ہوں
نہ نکلے دل کا آئینہ تمہاری دید کو گھر سے

ابھی نظروں سے گر جائیں گے خورشید و مہ و اختر
اٹھا کر دیکھ لو - دو چار پردے روئے انور سے

دل و جاں چل بسے زلف معقد کی تمنا میں
گرہ سے کچھ پڑا کھونا تو کچھ دینا پڑا گھر سے

غم شہ میں بیاں نالے بھی ہیں - آنسو بھی ہیں حافظ
غلط مشہور ہے شاید کہ جو گرجے وہ کب برسے

حق ہے ارشاد نبی من کنت بھی - مولاہ بھی
وال من والاہ بھی - پھر عاد من عاداہ بھی

حاضر درگاہ حبیبا ہو مرشدۂ درگاہ بھی
تندرستی بھی ہو - طاقت بھی ہو - زاد راہ بھی

ہے علی مرتضیٰ وہ پیشوا جس کے بغیر
راہرو کو مل نہیں سکتی خدا کی راہ بھی

آپ کے نقش قدم پر چلکے یا مہدیٔ دیں
پا گئے راہ ہدیٰ - بےراہ بھی گمراہ بھی

اصل میں بندوں کے مولیٰ - بندۂ مولیٰ ہو تم
یوں تو کہنے کو نصیری کہہ گیا اللہ بھی

روئے انور پر نظر کرنا عبادت کیوں نہ ہو
کعبۂ ابروئے مولیٰ ہے عبادت گاہ بھی

آنکھ جب کھولی تو دیکھا روئے پاک مصطفےٰ
من رآنی قد رأ الحق کے وہ تھے آگاہ بھی

خون رونا ہے جو سنتا ہے علی کا درد دل
آدمی کیا، خون ہو جاتا ہے آب چاہ بھی

لا فتیٰ کے بعد واجب ہے کہوں الا علی
لا الٰہ کہتے ہی ہے فرض الا اللہ بھی

دل کا دکھڑا کیا سنائے یہ فقیر دردمند
آہ بھی - فریاد بھی ہے - نالۂ جانکاہ بھی

لاکھوں بندے ہیں مشرف آپ کی درگاہ سے
بہت میں مشتاق ہے یہ بندۂ درگاہ بھی

ضبط کی کچھ حد بھی ہے کہ میں ہوں بشر ناتواں
صدمۂ جانکاہ بھی ہے - آفت ناگاہ بھی

آنکھیں پھوٹیں، آنکھ سے آنسو جو ٹپکا ہو کوئی
آگ لگ جائے مرے سینہ کو، جو کی ہو آہ بھی

کھا لئے پئے - کھانے پینے میں تمہارا ہی دیا
دیکھ لو خالی ہے جھولی، کچھ خدا کی راہ بھی

لائے حافظ - رنگ مجلس کا جمانے کے لیے
منقبت وہ جس کو سنکر واہ بھی ہو آہ بھی

چھانے چھپکیں اون کے خار رہگذر کے سامنے
میں تو رکھدوں شاہ رگ اس نشتر کے سامنے

اصل کیا صدموں کی ہے دل کے جگر کے سامنے
چوٹ - آئے تو کسی سینہ سپر کے سامنے

میں نہ کہتا تھا کہ جراح اپنی بتی دور رکھ
جل اوٹھی آتے ہی ناسور جگر کے سامنے

ڈر رہا تھا میں کہ گر کر دل نہ جائے خاک میں
دل پیالہ بن گیا خون جگر کے سامنے

اک پیالے سے نہیں چھکنے کے ہم بلا نوش
اک پیالہ رکھ لیا ہے دور بھر کے - سامنے

خوب چٹخارے بھرے ہنس ہنس کے نشتر چٹ گیا
کیوں نمکداں رکھ دیا زخمِ جگر کے سامنے

زور میں سیدھی گئی تھی چرخ کو آہِ سحر
رہ گئی دم سادھ کر اولٹے اثر کے سامنے

سنگِ در کو توڑ ڈالے یا اپنے سر کو پھوڑ لے
یہ بھی کچھ مشکل ہے اک شوریدہ سر کے سامنے

دونوں ہاتھوں سے کلیجا تھام کر بیٹھا ہوں میں
کاش اک چلتی چھری ہوتی جگر کے سامنے

اُف یہ بیدردی تقاضا اور ضبطِ درد کا
چیر کر دل کیوں نہ رکھ دوں چارہ گر کے سامنے

اوسکو پہنچا لے نہ پہنچا لے مگر ہم روز روز
دل کا دکھڑا روتے ہیں بادِ سحر کے سامنے

چشمِ تر کو ابرِ تر کہنا - نرا طوفان ہے
ابرِ تر بھرتا ہے پانی چشمِ تر کے سامنے

حشر میں کوئی بھی آنسو پونچھنے والا نہ تھا
رہ گیا منہ سوکھ کر دامانِ تر کے سامنے

شامِ فرقت کا اندھیرا اور مفلس کا چراغ
اور دھندلا ہو گیا دودِ جگر کے سامنے

لیچلے مجھکو اوڑا کر میں ہوں اک مشتِ غبار
کیا حقیقت ہے مری - بادِ سحر کے سامنے

جس سے پوشیدہ نہیں ہے میری قسمت کا لکھا
مجھکو قسمت لائی اوس بالغ نظر کے سامنے

میرے دل پہ ہے توجہ ہو کسی جانب نگاہ
ہر کوئی رکھتا ہے چیز اپنی - نظر کے سامنے

دل پھٹا جاتا تھا - کھلنے کو تھے چھاتی کے کواڑ
خوب پہنچا میں ترے دیوار و در کے سامنے

مانگتا ہے حافظِ سائل تہی دستی کی داد
ہاتھ پھیلائے ہوئے محراب در کے سامنے

اونکا سودائی ہوا اونکے سنگ در کے سامنے
قدر سر باقی نہیں اب درد سر کے سامنے

حاضر و غائب ہے ایک اونکی نظر کے سامنے
بیخبر کی سب خبر ہے باخبر کے سامنے

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا اونچے اونچوں کی طرف
خاکسار اچھے رہے نیچی نظر کے سامنے

خاک کو اکسیر کرنا کیا بڑی سی بات ہے
میرے مرشد! آپکے فیض نظر کے سامنے

دم بدم تک ایڑیاں رگڑا کیا۔ تڑپا کیا
مرنے والا آج آپہنچا ہے در کے سامنے

صبر کے پردے ہوں۔ یا آنکھوں کے پردے چاک ہیں
حضرت احمد کے پردے کی خبر کے سامنے

پھوٹ کر روئے نہ کیونکر دیدۂ دیدار جو
یا نظر سے اوٹ ہے۔ یا تھے نظر کے سامنے

تھی حضوری جنکو۔ اب اون پر ہے دوری کا حجاب
جو لبیں دیوار ہیں تھے پہلے در کے سامنے

اپنے منہ کو ڈھانپ کر روتا ہوں میں بے اختیار
یاد آتے ہیں توجہ کی نظر کے سامنے

یہ بھی کچھ پردہ ہے جو آنکھوں سے پردہ کر لیا
اب بھی تو بے پردہ ہو دل کی نظر کے سامنے

فضل رحمن! آپکے جیسی رہے نگہ ہو لیا
پھرتی ہے تصویر احمد کی نظر کے سامنے

فضل رحمن کو نہیں احمد میاں سا کوئی اور
ہیں دگر گوں تینہ۔ دگر ہیں سب جگر کے سامنے

صبح محشر تک سلایا اب وہاں آغوش میں
تا دم آخر یہاں رکھا نظر کے سامنے

تھا جو منظور نظر تھا منتظر نور نظر
اوسکو رکھا کنج خلوت میں نظر کے سامنے

داغ ہا اک احمد میاں اک فضل رحمن آگئے
ایک دل کے سامنے ہے۔ اک جگر کے سامنے

قبلہ رو بیٹھے ہیں دونوں، ہے نظر اللہ پر
رات دن اللہ کا گھر ہے نظر کے سامنے

ہر مراد آباد ہے میری، مراد آباد میں
فضل رحمٰن اور احمد کی نظر کے سامنے

رحمت اللہ اور احمد سا بھی دیکھا کوئی مرد
دیکھے ہونگے بیٹے پوتے زال زر کے سامنے

رحمت اللہ آفتاب و نعمت اللہ ماہتاب
شمس کے منھ پہ ہیں کہدو نگاہ قمر کے سامنے

نذر کو یہ نظم لایا ہے گدا سے بینوا
رحمت اللہ جانشیں اکبر پیر کے سامنے

ہم مسافر ہیں سفر ہے زیست مرقد ہے سرا
ہے یہ منزل پیش جا حافظ ابن بشیر کے سامنے

جلد آ اے موت، پھر یہ قید تو چھوٹ جائیگی
مدینے مرتے جب کہ مرجا سبز کی خبر ہو جائیگی

ڈھونڈتے ہیں بیخودوں کا مل نہیں سکتا پتا
ڈھونڈ کر کھو دو گم ہماری جستجو ہو جائیگی

آبرو کا خاک میں ملنا نہیں، اکسیر ہے
خاک میں ملنے سے میری آبرو ہو جائیگی

کوچہ گردی چین سے کب بیٹھنے دیگی ہمیں
جبکہ رسوائی ہماری کو بکو ہو جائیگی

آرزو ہے دل میں آرزو کب تک رہوں
یا الٰہی کب یہ پوری آرزو ہو جائیگی

قبر میں کام آئیگی آئینہ دل کی جلا
جب شبیہ پاک مرشد روبرو ہو جائیگی

مجرموں سے پرسش محشر بلا کر سامنے
دیکھ لینگے مجھ کو کچھ گفتگو ہو جائیگی

اسکو مرشد کا پیالہ ایک دن ہاتھ آئیگا
جسکو حاصل ہمت و ساقی سبو ہو جائیگی

آئیگی تجھکو نظر بے آبروئی آبرو — جب نظر میں آبرو بے آبرو ہو جائیگی

ناخن دیوانگی اسسے تن بدن کو نوچ ڈال — خود بخود پوشاک عریانی رفو ہو جائیگی

ہوش والو ہے مے عشق اس قدر ناسازگار — ساغر دل میں جب آئیگی لہو ہو جائیگی

دار فانی ہے تلاش عمر باقی کے لیے — کیا کرینگے ختم جب اے عمر تو ہو جائیگی

میری چپ کا ایک دن ہو جائیگا چرچا ضرور — چپکے چپکے یہ خموشی گفتگو ہو جائیگی

کیا خبر تھی قرب حق سے بھاگنا ہوگا محال — جو رگ گردن ہے زنجیر گلو ہو جائیگی

ہے نماز عاشقاں فقیہہ مسائل سے بری — جیسی پڑھ لو بے تیمم بے وضو ہو جائیگی

اپنی چوکھٹ سے ذرا سر پھوڑ لینے دیجیے — میرے ٹوٹے دل کی پوری آرزو ہو جائیگی

اے تصور تو سلامت لاکھ پردے ہوں تو کیا — ہو بہو تصویر بنکر روبرو ہو جائیگی

ایک قطرہ اشک کا ٹھہرا جو منظور نظر — ایک موتی کے برابر آبرو ہو جائیگی

اوس گلی کی ٹھوکریں نعمت سمجھکر کھائیے — آبرو ریزی سے دونی آبرو ہو جائیگی

دفن ہونے کو نہ ہاتھ آئی اگر خاک عرب — مجھسے پہلے خاک میری آرزو ہو جائیگی

چہرۂ حافظ کی رنگت رنگ لائیگی نیا
اوڑ کے روضے کی طرف جانے کو بو ہو جائیگی

[illegible] دانایوں کی نادانی ہے — میں ہوں دیوانہ سمجھ بھی مری دیوانی ہے

پارسی سی نہیں دلچسپ زبانِ اُردو
اصفہانی ہوں۔ مری تیغ صفاہانی ہے

میری قسمت میں ہو کیا ل۔ مجھے بل ہی تیرا
مور ہوں۔ پاس مرے نقشِ سلیمانی ہے

میرے عیبوں کو ہی ڈھانکے ہوئے گریہ میرا
چادرِ اشک مجھے پردۂ عریانی ہے

سر رگڑنے سے ملا کس کو ترا سجدۂ در
جو مٹائے نہ مٹے وہ خطِ پیشانی ہے

جائیں کس حیلے سے زاہد در بخشائش تک
نہ کیا کوئی گناہ اس کی پشیمانی ہے

وہی دیدار کے بھوکے جو مرے جاتے تھے
اونھیں بھوکوں کی تو سرکار میں مہمانی ہے

خرقۂ فقر مرے حق میں ہے شاہانہ لباس
میری کملی ہے وہ بانات کہ سلطانی ہے

بوجھ بھاری ہے یا عدم کی نہیں منزل بھاری
جو اوٹھائے نہیں اوٹھتی وہ گرانجانی ہے

اونکے در کا وہی پتھر۔ وہی میرا سودا
وہی میں ہوں۔ وہی سر ہے۔ وہی پیشانی ہے

ماہِ کامل کو اشارے سے دو پارہ کرنا
نہیں اعجاز۔ تو کیا طاقتِ انسانی ہے

دو رفیقوں کو مبارک ہو مدینے کا سفر
ایک میں۔ ایک مری بے سروسامانی ہے

مسکرا دے کوئی غنچہ تو ہو مجھکو ایذا
دل کے زخموں کو تبسم نمک افشانی ہے

کوئی ننگا اسے کیا لیکے بچھائے اوڑھے
تنگی جامہ سا فقط اک جامۂ عریانی ہے

جو ٹھکانے سے نہ بیٹھے وہی جمعیتِ دل
جو سمیٹے سے نہ سمٹے وہ پریشانی ہے

تیرے قبضے میں ہے جمعیتِ خاطر میری
تیری مٹھی میں مرے دل کی پریشانی ہے

تم وہ لیلےٰ ہو کہ دنیا میں تمھارے مجنوں
میں وہ مجنوں ہوں کہ لیلےٰ مری دیوانی ہے

راہِ طیبہ میں نہ توشہ ہے نہ مرکب ہے نہ زر
سر و سامانِ سفر بے سر و سامانی ہے

لوحِ محفوظ میں جو ہے - جو خدا کا محفوظ
سن لو حافظ! وہ یہی مصحفِ عثمانی ہے

منہ میں خاک اوڑائے نہ پڑا کیوں حافظ
رات دن خاک مدینے کی کبھی چھانی ہے

کہوں کیا میں کیا ہے جماعت علی
کہ گلِ حق نما ہے جماعت علی

ولیِ خدا ہے جماعت علی
ولی کی دعا ہے جماعت علی

جماعت علی کا علی پور ہے
علی پور کا ہے جماعت علی

امانت ہیں دل میں محبت کے راز
امینِ خدا ہے جماعت علی

سمجھتے ہیں جتنے ہیں مردانِ راہ
کہ مردِ خدا ہے جماعت علی

بتاتے ہیں جتنے ہیں بالغ نظر
کہ پہنچا ہوا ہے جماعت علی

مریدوں کے سر پہ ہے چھایا ہوا
وہ ظلِ خدا ہے جماعت علی

جماعت میں ہیں مقتدی مقتدی
امام الہدےٰ ہے جماعت علی

یہ کہتی ہے جنت خدا تانے سے
مرا لاڈلا ہے جماعت علی

نہ کیوں آئے محتاج بن ان کے قلق
کہ حاجت روا ہے جماعت علی

غنی لیتے ہیں آ کے قدموں کی خاک
عجب کیمیا ہے جماعت علی

ولایت کی دولت فقیروں کو دی
سخی اولیا ہے جماعت علی

عطا پاش بھی ہے خطا پوش بھی
کہ آلِ عبا ہے جماعت علی

لگاتے ہیں جو سرمہ اہلِ نظر
تری خاکِ پا ہے جماعت علی

جسے چومتے چاٹتے ہیں مرید
ترا نقشِ پا ہے جماعت علی

پڑی ہو پڑی ناؤ منجدھار میں
مرا ناخدا ہے جماعت علی

حیا جزو ٹھہری ہے ایمان کا
سراپا حیا ہے جماعت علی

فنا سے منزہ ہے ذاتِ خدا
خدا میں فنا ہے جماعت علی

بنا دے تصور کو [illegible] اے بیخودی
یہ حافظ ہے یا ہے جماعت علی

دعا کیا شمع کو دی تھی پتنگوں نے جلے دل سے
کہ او شمع ہی پر اجل آ پہنچی آخر اوس کی محفل سے

وہ بے چینی کی ان کہی ہے جو پھر کچھ بھول شدہ دل سے
نگاہِ یاس تو کہہ دے نہ ہوگی بات بسمل سے

بلا کی کشمکش میں جان ہے بیتابیِ دل سے
کوئی پتھر کہیں سل ہے ہماری صبر کی سل سے

یہ صورت دیکھ لینگے تو خدا جانے کریں گے کیا
تصدق جو تصویر بھی ہیں جی جان دل سے

وہ مجنوں ہے کہ لیلیٰ ہے نظر میں جسکی بے پردہ
وہ لیلیٰ ہے کہ جسکو جھانکنا آتا ہے محمل سے

کہاں سے لاؤں پروانوں کی قسمت شمع کی قسمت
جلیں وہ سامنے جاکر جلوں میں دور محفل سے

ہجوم یاس آتا ہے ہجوم اشک نکلا ہے
امیدیں آج رخصت ہوتی ہیں حسرت بھرے دل سے

کدھر ہو آپ میں آنے کا رستہ کس طرف گھر ہے
ہوا ہوں ہوش سے باہر نکل کر اونکی محفل سے

عدم کو اب نہ جائیں ہم تو حافظ پھر کہاں جائیں
ٹھکانا ہی نہیں ملتا نکل کر اون کی محفل سے

طریقت کا چشمہ علی پور ہے
حقیقت کا دریا علی پور ہے

مریدوں کا مجمع یہاں کیوں نہ ہو
کہ ملجا و ماوا علی پور ہے

علی کا دولارا جماعت علی
مدینے کا ٹکڑا علی پور ہے

وہ قریوں میں ہے سید قریہا
جو اک سیدوں کا علی پور ہے

جو شہروں میں شہر اک مدینہ ہے آج
تو قریوں میں قریہ علی پور ہے

ہے عالم تماشا گہ و سیر گاہ
سراپا تماشا علی پور ہے

چھپی لاکھوں پردوں میں ہے معرفت
اک اون میں کا پردہ علی پور ہے

کلیجے میں عشاق کے گھر کیا
کلیجے کا ٹکڑا علی پور ہے

میں جان دیکر دوں یہ جیتے جی
جنتوں سے سستا علی پور ہے

جماعت علی شاہ پور علی
شرافت میں پورا علی پور ہے

-:RULES:-

1 The book must be returned on the date stamped above.

2 A fine of Re 1/- per volume per day shall be charged for tex-tbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.